بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
الحمد للہ کہ دیوان فصاحت تبیان مقبول پیر و جوان منظور نظر اہل شوق ذوقی
دیوان ذوق
باہتمام ابوالحسنات قطب الدین احمد پروپرائٹر بار ہفتم ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع
در مطبع نامی واقع لکھنؤ مطبوع گردید

دیوان ذوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا احمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراط عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم میرا

ہوا ہے سینہ یکسر خار زار دشت غم میرا
کہ آیا یا جنون آشفتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہوں میں گیسوے موج محیط اعظم وحشت
کہ ہے گھیرے ہوئے روے زمیں کو پیچ و خم میرا

نشاں بے روا جی گر دکھائے زور مٹ جائے
جھپک سے دیدۂ صراف کی نقش درم میرا

وہ ہوں میں رہ نورد شوق جس کے ساتھ جاتا ہے
برنگ سایۂ مرغ ہوا نقش قدم میرا

نہ ہو کیوں فخر ترک سجدۂ ابلیس سے آدم
ہوا وہ کی سرکشی سے ذوق کب سجدہ ہو کم میرا

شوق نظارہ ہی جیسے اوس رخ پر نور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

ای صنم کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہیں اللہ بے مقدور کا

لطف جاتا ہے سرود نالۂ پر شور کا
خون دل پیتا ہی یہ کھانا مجھے سینہ دور کا

اوس کی ظلمت میں انچھو دخل کب ہی نور کا
پھر اک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا

دیکھنا نہ ہرا سب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن ہراک ناسور کا

کھینچے مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کفک
جمع ہو جبتک نہ رنگ شرح روے حور کا

تیری قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک بین
ہے ذرہ تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیے اوسے خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار ترا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صداے جرس ناقہ لیلی
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانہ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیر گران بار الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جون حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندہ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان
پر پردہ رخسار صنم اوٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رخت سفر بھی
اے راہ رو ملک عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بیدست کرم اوٹھ نہین سکتا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نیشتر تیز کے تیزاب بنا

تا ہم منظور ہے توفیق کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

دل بیتاب کو ہم سینے مین ٹھہرا نسکے
شعلہ جون دیکھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا

پوچھین گر مجھسے کہ عیش ہوئی کب سے تلخ
کہون جسدن سے فلک کاسۂ زہر آب بنا

چشم مخمور کا ہوں کس کے ہیں کشتہ یارب
کہ مری خاک سے بھی جام مے ناب بنا

تیرہ روزی نے مرے مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اوڑا کرمک شب تاب بنا

ہاے پچھتاتا ہوں کیوں اوس سے کہا میں نے نگاہ
کہ جو اب پھرتا ہوں اس طرح سے بیتاب بنا

سرمۂ چشم عزیزاں نہ بنا میں اے چرخ
کیا بنا خاک غبار دل احباب بنا

آیت سجدہ ہی حق میں مرے ہر جوہر تیغ
ہے خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا

خال عارض ترا ہندو ہی بلا سے کافر
تیرہ بختوں کے لیے ذبح تو قصاب بنا

تو اگر آپ کو دیکھے تو مری آنکھ سے دیکھ
اپنا آئینہ مرا دیدۂ پر آب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شرر آتش دل
چرخ پر جاکے وہ خورشید جہانتاب بنا

نہ بجھے اشک کے دریا سے مری سوزش دل
گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

جب کیا عشق کے دریا نے تلاطم اے ذوق
تو کہیں موج بنی اور کہیں گرداب بنا

اوسے ہمنے بہت ڈھونڈھا نہ پایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

جس انساں کو سگ دنیا نہ پایا
فرشتہ اوسکا ہم پایا نہ پایا

مقدر ہی پہ گر سود و زیاں ہے
تو ہمنے یاں نہ کچھ کھویا نہ پایا

لحد میں بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا

سراغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر
کہیں جسکا نشاں پایا نہ پایا

رہ گم گشتگی میں ہم نے اپنا
غبار راہ بھی عنقا نہ پایا

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

تہ خنجر ترے بسمل نے ہنستے ہنستے / ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا

احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے / نکل جاتے مگر رستا نہ پایا

جہاں دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا / کبھی ہم نے تجھے تنہا نہ پایا

چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا / نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا

وہ از خود رفتہ ہوں جسکو خودی نے / خدائی میں اگر ڈھونڈا نہ پایا

کسے کیا پاسے زخم دل ہمارا / دہن پایا لب گویا نہ پایا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم / غرض خالی دل شیدا نہ پایا

سوا تیرے خط مشکین کے کوئی / [illegible] سودا نہ پایا

وہ بولے دیکھکر تصویر [illegible] / سنا جیسا اوسے ویسا نہ پایا

تمہارا تو نے پورا ہاتھ قاتل / ستم میں کبھی تجھے پورا نہ پایا

مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے / فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا

نظیر اوسکا کہاں عالم میں اے ذوق / کہیں ایسا نہ پائیے گا نہ پایا

نام یوں پستی میں بالا تر ہمارا ہو گیا / جس طرح پانی کو زمین کی تہ میں تارا ہو گیا

میرے نالوں سے جو پانی سنگ خارا ہو گیا / کوہ کے چشموں کا آنسو ہر شرارا ہو گیا

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا باعث حیات / مرکے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہو گیا

وائے قسمت یوں تجلی سے ہیں ہات اوس یار کے / [illegible] سے جیا ماہ تاباں پارہ پارہ ہو گیا

ایکدم بھی ہمکو جینا ہجر میں تھا ناگوار / پر امید وصل میں برسوں گوارا ہو گیا

ہے مقام زندگی زیرِ دمِ شمشیر مرگ
ہوگیا جس طرح کوئی دم گزارا ہوگیا

رشک سے اوس زلف کی کیا مشک ہی کا جی ہے خون
بلکہ جلکر سوختہ عنبر بھی سارا ہوگیا

دل پہ زخمون کی ترقی سے ہوئی اور اک بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہوگیا

ظلمت عصیان سے تیری بنگیا شب روز حشر
آفتاب اک نیزے پر دُمدار تارا ہوگیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشم یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہوگیا

ذوق اس بحر جہان مین کشتی عمر روان
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہوگیا

مین تہ خنجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا
تم وقت پہ آ پہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارا
اکبار تو غارت دل و دین ہو ہی چکا تھا

برہم اوسے کیون تونے کیا چھیڑ کے پھر لٹ
اے دل وہ ابھی چین بجبین ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوند زمین تیری گلی مین
آسودہ یہ دل زیرِ زمین ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ وگرنہ
جانے کا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تھا

جو خط مین لکھا اوسنے وہ اس لکھنے سے پہلے
مکتوب سرِ لوح جبین ہو ہی چکا تھا

بے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ
عزمِ سفرِ جانِ حزین ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھانے اوسے جاکے مرے دوست
دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا
منظور نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپکر ترے آگے
مین سر و تہ خنجر کین ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
حکمِ ازلی ذوق یونہین ہو ہی چکا تھا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارون کا
کام جنت مین ہے کیا ہمسے گنہگارونکا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارونکا
دیجے اک جام تو ہی یار ابھی یارونکا

اتنا تو سوز فغان ہو کہ چمن مین بلبل
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگارونکا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسی
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمارونکا

ہون رنگین حلق بریدہ کی ہماری خونبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فوارونکا

ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون
منہ کھلا رہتا ہی اسواسطے سوفارونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتارونکا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکین پر ہم بھی
جان نثاری ہی اگر شیوہ ہے غمخوارونکا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا ای ذوق
رو سیاہی سر و سامان ہے سیہ کارون کا

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا
ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھو چھوٹونکو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز
غوطے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا

روش اشک گرا دینگے نظر سے اکدن
ہی یہ ان آنکھون سے بھی مجکو سجھائی دیتا

مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئنہ کے جاتا اگر وہ گھر مین
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگر ناز ہون کسکا کہ مجھے ساغر مے
بوسۂ لب نہین بے چشم نمائی دیتا

منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصون کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھ گر دیکھنا ہو ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزنِ دل سے ہو دکھائی دیتا

ہونا عاشق سو چکا اوس دشمنِ ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا

جھوٹ ہی جانو کلام اوس رہزنِ ایمان کا
ہن کر جا سبھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

جو دل پُر آرزو سے نکلا نالۂ عشق مین
ایک پُتلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا

بنگیا جوشِ محبت سے ہمارے سینے مین
ہاے دریا سے خون جو ہر تیر سے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہین کر سکتا ہو انسان بھی
پر فرشتون سے نہو جو کام ہے انسان کا

پیچ و تاب غم کی ہے شدت اس ترے بیمار کو
ادھر راحت [illegible] کا

اے اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آنکر
ہو چکا پہلے ہی ہین کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسفِ کنعان کا

نفس بیقدر کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعون بیسامان کا

دیکھنا ای ذوق ہونگے آج پھر لاکھون کے خون
پھر چبایا اوسنے لعلِ لب سے لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپہی مر رہا ہو اوس کو گر مارا تو کیا مارا

نمارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بنجاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سے مار کھانے کی
تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یہان روتا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مسے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونون پہلو مین ہین زخمی وہ کیا جانین
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضرب کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بد بین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

مین جو شہید ہون لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

سودا نہ دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ ہو درمیان نہ ہو دل کے غبار کا

ہو پاکبازون کو تلاش گہر سے کیا خطر
کھٹکا نہین نگاہ کو مژگان کے خار کا

پوچھے ہے کیا حلاوت تلخ آب رشک
شربت ہے باغ خلد برین کے انار کا

پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوب شوق اوڑ کے ترے بیقرار کا

ہے عین وصل مین بھی مری آنکھ سوے در
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا

ہو دل کی راہ کھا ستے ہین مژگان سی چشم یار
کرتی ہے قصد ٹھیک سے کیا جیل شکار کا

سمجھے ہوا کی آگ مین نہ خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری حسرت انتظار کا

اوس روے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق گر نہین ہے فقط تو دنیا سے وہ بھاگ
اس میکدے مین کام نہین ہوشیار کا

ہمارے خون سے دل پائمال کے گیا
چلا ہی دیکھو وہ دامن سنبھال کے گیا

بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وہ صبح
جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے گیا

نہین ہی جوگی اگر چشم یار گرد اوسکے
ہجوم کرتے ہین مژگان کے پاس لکے گیا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروے یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے گیا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہوا اے قاتل
اٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے گیا

شب فراق مین اوس جبین کو انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے گیا

ہزار دم مین جو سی یاد تو نے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر مجکو ٹال کے گیا

مین کہان سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ مین توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجکو
ورنہ مین جا کے وہان دیکھ مچل جاؤنگا

مدرسے مین بھی اگر جاؤنگا تو جا کے کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار مین جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہو کے مین آنکھون سے نکل جاؤنگا

سرد مہرو نے فلک ڈال دیا لا کہ بن آگ
نخل سرمازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے اشک صفت مجکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو　　سینے میں مثل ذوق نہ پایا بجھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا　　ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا　　رہے ہے کیونکہ گلستاں سے عندلیب جدا

دکھا دے جلوہ جو مسجد میں وہ بت کافر　　تو چیخ اوٹھے موذن جدا خطیب جدا

جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا　　حروف درد کی صورت ہوں اے طبیب جدا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں　　کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہ ہو نالہ　　کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک　　الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر　　نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق　　کہ ہونے والے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی میں اوس بت کو حیا نے رکھا　　ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان　　اوسپہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخ کامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر　　استخواں کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیاں باغ میں ڈھونڈا قفس سے جا کر　　ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ تھا میرا تو کیوں پھر اوسکو　　پابزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں بیمار طلب گور سے آئیں نکل　　دستہ نرگس کا نہیں میرے سرہانے رکھا

[illegible] پہلے ہی رہے موجود　　گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

ناتواں ہیں تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے میں اوسے تار قبا نے رکھا

نہ رکھے خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر میں مہماں جسے اہل صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنوں مرا اوس لالہ وش رعنا نے رکھا

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکھا

نہ گیا مر کے بھی اوس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا

بے نشاں پہلے فنا سے ہو جو ہو جویا بقا
ورنہ ہو کسکا نشان ذوق فنا نے رکھا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمیں توسن وحشت اپنا
دبگئے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

بے جنے دیکھا مجھکو تو اوس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کریگا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا تیرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دل کے سوا
فوج مژگان کے نہ منہ پہ سر میدان چڑھا

ناز سے تانکے ابرو سے لگا تیر نگاہ
چلّہ جلد اپنی کمان پہ ترے قربان چڑھا

دیکھ قسمت کا لکھا اوسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

نذر یار کو دے سونپ متاع دل و جان
چور تھا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑھا

اشک کے ساتھ ہی مژگان پہ کئی بار دل بھی
پانی سو پیر سے دریا اونہیں کے طوفان چڑھا

حضرتِ عشق کی درگاہ مین کر کے رکوع
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

غنچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
موت کی چھین فخر سے پہچان لینے لگا

تیغ چٹکی مین لیا او سینے پہ کے جانِ عدو
رشک سے پھر دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

نام سن کر اُسکے مجنون کو جمائی آگئی
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
مجھسے یہ کیون دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہی جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کی سی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدہ مین بیعتِ دستِ سبو
وہ قدم تیرے لپک ای پیرِ مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغِ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کارِ فسان لینے لگا

حسن سے ہوتا دلِ آہن بھی گرمِ اختلاط
شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینے لگا

موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمارِ غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو ای ذوق اُسکی نوکِ مژگان کا خیال
تن پہ ہو ہو کے مرے کارِ سنان لینے لگا

پہونچا آبِ تیغِ قاتل تا بسر اچھا ہوا
اے دلِ مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہ مین ای چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا اگر زخم اُدھر اچھا ہوا

کم نہوا وس آبِ خنجر کی الٰہی آبرو
آج تربت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلی ترے ناقے کے کام
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزہ مجھکو چکھا دے عشق کا
بھر دیا نون او سینے والکو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے شور جنون کو یون کہا | واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
پہنچ گیا اوس مو کمر کا جب کہ مضمون کمر | ہو گئی مضمون مین دقت شعر پر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج | یہ ادہر صدقہ دیا تو نے اودہر اچھا ہوا
ہاتھ تو ہلکا پڑا اتہا یار کی شمشیر کا | زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا
کھنچ گیا میری طرف سے اور اوس دلبر کا دل | واہ واہ جذب محبت کا اثر اچھا ہوا
قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ لو | اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا
نامہ بر جاتا ہی جا جلدی چلی جان حزین | دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا
آئینہ خانے مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال | تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا
ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا | تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے تو سنبہل گئے | پھر کہا تو یہ کہا منھ پھیر کر اچھا ہوا

[illegible] کہ مین ہجر کی تو جان بلب آیا | نہ آیا آج بھی گر تو تو ہی ظالم غضب آیا
چمن مین کھلتے ہین پھر موسم عیش و طرب آیا | بہارین خوب لوٹینگے اگر وہ غنچہ لب آیا
ہمیشہ جان منتظر ہو تو تھی پہ وہ شوخ کب آیا | اگر چہ لم کو بھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا
[illegible] نوشتہ کاتبی باسے آب خنجر قاتل | گلو تک بہر ہو اور تشنہ گلو کے تا بہ لب آیا
[illegible] ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو | کہ اب تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا
[illegible] بہت نازک ہے میرے شیشہ دل کو | ہوا خوش شیشہ گر گویا کہ ہاتھ اسکے حلب آیا
[illegible] ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ جنبش و کم | جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

بندھ سکا ہم سے نہ مضمون اوس دہانِ تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیرِ زنخدان ہی رہا

جاہلِ منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی
جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پانون کب نکلے رکابِ حلقۂ زنجیر سے
توسنِ وحشت ہمارا گرمِ جولان ہی رہا

کب لباسِ تیرگی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگرچہ انہین حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی جسکے رخسار کی تاب
شب مہِ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل و پیکان دونون سینے مین رہے
آخرش دل بہگیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سب کو دیکھا اوسنے اور اوسکو نہ دیکھا جز نگاہ
وہ رہا آنکھون ہی آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگی زلفین دل مین بستی تھین اور آپ آنکھین تری
لیک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اوس مین ربط ہے گویا برنگِ بوے گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈتا ہے ذوق کیا اس وقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسمِ طرفہ تر آنسو نے میرے مردمان باندھا
کہ ہے اک ایک گرہ مین حاصلِ بحر و کان باندھا

ترے جوڑے کے گٹھنے نے مرادِ دلستان باندھا
مجھے تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا

یہ بہتان کسنے آشنا محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری تمکو تو نے بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر لاشِ ناتوان کی جبکہ پانون مین
کوئی تارِ نگاہِ مور جاے ریسمان باندھا

کیا مجنون مجھے آشفتگیِ زلف نے کسکی
کہ میرے سر پہ مرغِ اشنا نے آشیان باندھا

سیہ جاتے ہیں کیون سے زخم اوس تیغ تبسم کے
گریبان کھلتا ہی جسپہ سوزن عیسی مریم کا

دلیران محبت کو خلش سے اوسکی مژگان کی
پس مردن لحد مین بھی ہی عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ مین اک رہ گیا ہی لوٹ کر ناخن
غلط ہی جو سمجھتے ہین کہ یہ پھاہا ہی مرہم کا

اگر آتش مزاجون کو حسد ہی خاکسارون پہ
تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا

خطا اوسکا وصل کی دولت کا ہی پیغام انکو تھا
لگا قسمت سے جنکے ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید ذوق ہو تیغ ادا کی ہین ستمگر آنکھین
مری جو آہ ہی گویا وہ ہی اک نخل ماتم کا

گلا وس نگہ کے زخم سیدون مین ملگیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس
گو جون مگس وہ حلق بریدون مین ملگیا

گر بعد فقر بھی سگ دنیا ہو انقیہ
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین ملگیا

دکھلا کے کہکشان سحر فلک چاک سینہ راست
اوس ماہ وش کے سینہ دریدون مین ملگیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا

آخر کو فیض بیعت دست سبو سے آج
پیر مغان کو مین بھی مریدون مین ملگیا

حب حسین ع ذوق وہ شی ہی کہ جس سے تو
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اوسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

تا صاف کرے دل نہ مئے صاف سے صوفی
کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مرادان کسی عنوان
جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا

کچھ اور گمان دل مین نہ گذرے ترے کافر
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقلِ مینا سے غل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قل ہوا

دریائے غم سے میرے گذرنے کے واسطے
تیغِ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا

پروانہ بھی تھا گرم تپش پر کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تھی اندرون کی نہ ہرگز سمجھ مین بات
آوازہ گو بلند مثالِ دہل ہوا

جنکی نظر چڑھا ترا رخسار آتشین
اونکا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نواز یان تو یہ دیکھو کہ آدمی
جزو ضعیف محرمِ اسرار کل ہوا

اوس بن ہا چمن مین بھی اے ذوق دلخراش
ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا

اس تپش کا ہے مزہ دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا

آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہوتی زنجیر
نالۂ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا

دم نہ ہوتا کا مزہ پاتا اگر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

[illegible]
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیوں مصر میں کنعاں سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوقِ زلیخا جو نہ کامل ہوتا

صورتِ نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں
ہے وہ خودبیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینۂ ہستی میں ہے تو اپنا حریف
ورنہ یاں کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا

دل گرفتوں کی اگر خاک چمن میں ہوتی
تو جہاں دیکھتے ہر غنچہ وہاں دل ہوتا

سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ ید اللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ سبز و ماتم کا یہاں نمود ہوتا
تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی سنگ کش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دلِ سخت کاش کافر تجھے الیہود ہوتا

تری بزم میں تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی
جو یہیں تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا

لب یار تک اوسکا کیونکر کوئی با حرف اٹھا لے
کہ جو صد تبسم سے بھی ہو کبھو نہ ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سدِ راہ ہوتے
تو پھر ایک عرصہ گاہِ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھ سے ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

وہ ہیں کیا جو زیر کف ہیں ہمیشہ سر بکف ہیں
ترے جاں نثار کا سا نہیں پست جو وجود ہوتا

ترے در کی جبہ سائی اگر اشک اپنی کرتے
سر قطرہ قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا

کوئی مے نوش مجھ سا نہیں ہیچ پا تو ذوق
شجر زقوم دوزخ میں بھی خشک دے رہتا

اوسنے جب بال بہت رو و بدل میں چہرا
جسنے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل میں مارا

نیمچہ جب سے قاتل نے بغل میں مارا
جو چڑھا منہ آسکے میدان اجل میں مارا

اجل آئی نہ شب ہجر مین اور تو نے فلک — سے اجل ہمکو تمنائے اجل مین مارا

عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد — اُسکو گردشت مین تو اسکو جبل مین مارا

کھینچ کر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا — پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا ازل مین مارا

سہنے جانا دہین اس عشق نے مارا اوسکو — تیشہ فرہاد نے جس وقت جبل مین مارا

آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا — کہین یہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا

دل کو اوس کاکل پیچان سے دہ بل کرتا تھا — یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

چرخ بدبین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار — تیر نالے نے مرے چشم زحل مین مارا

اوس لب و چشم سے ہی زندگی و مرگ اپنی — کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا

تھا سپر تھا سپر کا انداز نصیب — ذوق یارون نے بہت سے تو غزل مین مارا

مذکور تیری بزم مین کسیکا نہین آتا — پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

جینا ہین اصلا نظر اپنا نہین آتا — گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

کیا جانے اوسے وہم ہے کیا میری طرف سے — جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا

کس دم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو — کس وقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا

ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین — شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا

آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت — پھر دیکھئے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا

ساتھ اوسکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن — اس پر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور پھر اوسپہ تقاضا — کچھ قرض تو بندے پہ تمہارا نہین آتا

جاتی رہی زلفوں کی لٹک دل سے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہمیں لٹکا نہیں آتا

آئے تو کہاں جائے تمنا جی ہی کوئی جلے
جب تک نہیں آتا اوسے غصہ نہیں آتا

قسمت ہی سے ناچار ہوں اے ذوق وگرنہ
سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

ساتھ آہ کے دل بھی ہے پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے شکست جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ اگر یوسف کنعان
در ہاے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل میں شہادت کا دفینہ
کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

تو مت ڈال خار آبلہ میں کہ ہوگا
یہ ساغر ہے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جب نہ دامن تک اوسکے
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

ردیف الف اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سرمہ ہی سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے باڑ کاٹے نام ہو تلوار کا

گرد کھادوں عالم اپنے نالہ ہاے زار کا
کام لوں ہر تار سے تو تار مو سوفار کا

دیتا ہے کعبہ کو آر الکش سیہ جامے کی طرح
زاہد وسایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا

استخوان اس سوختہ جان کی نہ کھانا زینہار
اے ہما یہ رزق ہے مرغان آتشخوار کا

یان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا	جھلسے ہین منہ نفس کا کبھی پیچھے شیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین	کانٹا ہو گھر مین سا ہو کا یا گل کنیر کا
تل ہے گرہ گل مین ہو کر قدم گڑنے لگا	اور قدم اوکھڑے تو کیا دیکھا بیچھو پڑ ڑنگا
ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا	چشم کے کونے مین دریا بند کر دکھلا دیا
تا آج دل سے چلا سینہ مین پھوڑا اٹکا	چلتی گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹکا
ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا	ہو مین صید سے صیاد کا جو چھوٹ گیا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا	خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا
مین ہون چکر مین لگی جب سے دنیا کی ہوا	حال میرا ہے بیٹھا آسیائے باد کا
ذوق ہے ترک وطن پر چہ افت قفس آبرو	پکتا پھرتا ہے گہر ہو کر سمندر سے جدا
لگا ہے تیر دل پہ آہ کس کافر کی مژگان کا	نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا
دل کہان جب پرکان ہو غنچہ تصویر کا	ہے کوئی سینہ مین خون آلودہ پیکان تیر کا
چشم ونگہ کو تیرے بدنام کیون کریگا	مرگ قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا
عہد پیری نے بھلایا دوڑ چلنا کودنا	ہائے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا
مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا	کافر کی دیکھ شوخی گھر مین خدا کے مارا

ردیف بائے موحدہ

پی کبھی جا ذوق تکر پیش نہ پی جام شراب	لب پہ توبہ ہے ترے دل مین ہوس جام شراب
لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب	بنگیا خال لب اوسکا مگس جام شراب

دل مرا جام شراب ہو ہوس جام شراب
اور ہو خال سویدا عکس جام شراب

بہ پہنچو اوس ہاتھ میں جو قیمت ہو میں جام شراب
ساغر دل کو جو ہو دسترس جام شراب

جھوکا مستی میں وہ صاحب ہوس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا عکس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

دست بد مستی کی لوٹ کے فریاد بہت
نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب

بجوش مستی ہے عجب قافلہ جس میں کہ نہیں
جز شکست ایک صدای جرس جام شراب

وہ حبیب شعلۂ آواز سے جل جاے و تنکا
گر چہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا
خرس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون سے ہے مژگان میں سیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہون وہ میں ٹوٹکے ہون سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میر الیس جام شراب

ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہے
رات پھر گشت کرے کو عسس جام شراب

نوشدارو سے بھی بہتر ہے دم رنج خمار
ساقیا شربت فریادرس جام شراب

پیچھے قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہان جرس جام شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
ورنہ ابتک نہ سنا تھا فرس جام شراب

سنکے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سر جمشید پہ اوڑکر مگس جام شراب

نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلے پہونچے ثمر پیش رس جام شراب

بادۂ صاف میں آیا ہو کہاں سے تنکا
عکس مژگان ترا میکش ہے خس جام شراب

مجھکو اوس بوسۂ دندان نے پسرا ہر بوسۂ لب
دیے نقلِ نمکین چند پسِ جامِ شراب

ذوق جلدی ہی گلا تنگ سے بھر ساغرِ دل
لبِ نازک کو ہوا وسکے ہوس جامِ شراب

ہو برسون ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنے نہ ہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب

ماہی ہو یا ہو ملادمہ دے ایک یا ہزار
بیداغ ہون نہ دستِ فلک سے درم نصیب

ہے خوش نصیب عشق مین اے بوالہوس وہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہووے تو
ہر دم ہے تجھکو سیرِ وجود و عدم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثلِ زبانِ قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلے کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجھکو طوافِ حرم نصیب

دے جسکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام مَی
ساقی دیے خدا نے اوسے مثلِ جم نصیب

ایمان ہے تیرا شوقِ لقا جسکو یہ نہو
دیدار اوسے خدا کا نہوا ے صنم نصیب

جاتے ہین کوے یار کو اسمین جو ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

حشر تک دل مین رہی اوس سروقامت کی طلب
یہ طلب ہے اپنی یارب کس قیامت کی طلب

دلِ شگفتہ جائے نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جان
کم نہو قلیان کش سوزِ محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کیجیے فرصت کی طلب

شوقِ حرم کو کوچۂ قاتل میں کفن کو — ہم جانتے ہیں جامۂ احرامِ محبت

کی جس نے رہ و رسمِ محبت اُسے یارا — پیغامِ قضا ہے ترا پیغامِ محبت

نے زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو — ہیں بادہ کشِ عشق و مے آشامِ محبت

ایمان کو گرو رکھکے اگر کفر کو لے مول — کافر نہو گردیدۂ اسلامِ محبت

کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میری — سونپا کسے تو نے مجھے ناکامِ محبت

معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سناں کو — چڑھ سر کے بل اس زینے پہ تا بامِ محبت

مجنوں نے دی لگا جو سرِ خار زار پشت — پشت اب ہے جو ہم خار سے ہو پشت بہ خار پشت

حوروں کے کرے پنجۂ مژگاں سے پشت خار — کھولا ہے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تا بماہ ہیں دستِ فلک کے داغ — داماں داغدار اپنے ہیں یاں داغدار پشت

پیدا فلک سے ایک نہ جو سمجھا تھا ہوش — نہ پشت تک تو کیا کہ تھا نہ ہزار پشت

بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح — سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت

ہو جائے سب زیادہ گرانبار بے گناہ — پیری میں ہو خمیدہ نہ کیوں زیرِ بار پشت

سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغِ نگاہ کے — دکھلاتے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت

ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعدِ مرگ بھی — لگنے نہ دے زمین سے دلِ بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق — اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہو اعلاج — کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

وہ بھی بیماری الفت سے دل زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہو آزار کو رنج

دیدۂ آبلہ پا کا بھی رونا ہے
کہ نہ پہونچا ہو کہین مجھسے کسی خار کو رنج

ہوش کو ہیچ کہے ستودار و سے بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

ردیف جیم فارسی

وہ شکل ہونا وبہ کسستہ ڈوبتی خضر سے
لیگیا خطِ ذقن دل کو سوئے گرداب کہینچ

ردیف حاے حطی

فرقت کی رات بھی چکے ہم تا زمانِ صبح
ہوگی اذان گور ہماری اذانِ صبح

پر نور ہے ترا رخ ہمیشہ بسانِ صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشانِ صبح

اب میکدہ مین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین ہر قرن ہے تسبیح خوانِ صبح

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت قریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمانِ صبح

ایضاً

ٹھہری ہے ہوا اونکے آنے کی ہان کل پہ جا صلاح
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح

منظور چشم یار ہے سب عینِ مصلحت
پوچھے بلاکشون کی کسی سے بلا صلاح

سیدھے ہی جائین کیسے کو بیت الصنم ہی ہم
گر پہیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح

اوس چشم مست کے ہین ترا باتون مین ہم
تقوی کجا و دہر کجا و کجا صلاح

اوس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ
کس بد صلاح نے تجھے دی بیہودہ صلاح

رہتا ہو میا عشق مین یون دل سے مشورہ
جس طرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

ملا ہو یہ کیا کہا کہ نہ لے ان بتون سے تو
دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح

کرتی خراب اوسی کو ہی تیری نگاہِ مست
جسکو کہ دیکھتی ہے نکوکار و باصلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہین آج
چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح

منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ
ہو تو صلاح نیک ہین کیا پوچھنا صلاح

قلابے آسمان و زمین کے ملا نہ تو
اوس مہوش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق
لون کس سے وان کے جانے کی اپنے سوا صلاح

اے ذوق جا نہ ہوش و خرد کی صلاح پر
دے عشق جو صلاح وہی ہے بجا صلاح

ردیف خاے معجمہ اشعار سراپا

ہے زلف تری سنبلِ صحنِ چمن کی شاخ
قطرون سے پر عرق کے ہی یاسمن کی شاخ

ناف اوس صبیح کی ہے کوئی نسترن کا پھول
تا ناف سیدھی سینے سے ہے نسترن کی شاخ

اشعار تشبیہ

ہے فیض سے وقار کہ میری نگاہ مین
جس شاخ مین ثمر ہے وہ ہے لاکھ من کی شاخ

بد خصلتون کو کرتا ہے بالا نشین فلک
اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہے کشمکش مین پس از مرگ بھی جفا
آخر کو تیر [illegible] کمان کی شاخ

اشعار متفرقہ

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایکدن
[illegible] کی نخل آرزو سے کوہکن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو
شاخین بھی گر لگائین تو لیجیے ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس گھڑی
ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہو یہ بھی اسکی اک شجر مکر و فن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک
ڈالے جو سایہ نعش پہ اس بےکفن کی شاخ

شاخ نبات کو نئے قلیان نہ منہ لگائے
ایسی صباحت سے لگے اودہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے تیرے بڑھ سکے کل قدم صبا
مارے جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ

گردے جو تو نہال تو لائے ابھی نکال
پروین کا خوشہ کاٹ سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوون کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوے تو کیا
کہہ بیٹھین گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اوس لعل لب کے ہمنے لیے بوسے اسقدر
سب اڑگئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بےاثر
لب تک جو پہونچی بھی تو پہونچی دو گھڑی کے بعد

کل اوس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اوس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] تھی یکبار سے
وہ ساری شیخی اوسکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] دیکھ جب سلسلہ آ
آنسو نہیں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تونے سان پر
اوتری ہے آنکھوں مین خونکی مری خون دیکھکر

لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون
سامنے آجاے تو شاید بتا دون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
عجب مزہ ہے جو مریے کسی کے سر چڑھکر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہو آتی ہے لڑنے گھر چڑھکر

دکھانہ جوش و خروش اپنا اور پہ چڑھکر
سکے جہان مین دریا بہت اوتر چڑھکر

ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہو سوا
کہ ہو فسان پہ ہی تیغ تیز تر چڑھکر

الٰہی خیر ہو مانند شعلہ سرکشی
پھر آیا ہاتھ کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر
اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر

کہین فلک پہ نہ چڑھ جاے چاند جھومر کا
کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر

ترا اسکان تو کیا لامکان مین کو دپڑین
امید وصل مین ہم بام عرش پہ چڑھکر

جو مارے نفس کو اور کرلے اپنے غصے کو زیر
بنا ہے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنۂ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یون ہوئی اوس خال کا بوسا لیکر
جیسے اوڑ جاے دہن مین کوئی گنڈا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کرنے کو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم چھری کی پھیری دو نام خدا کا لیکر

کھینچی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور
تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر

ساغرِ دل بچتا آیا ہون کھومت ہاتھ سے
چوکتا ہے کیون یہ جنسِ دستگردان چھوڑ کر

پڑھ غزل اے ذوق کوئی گرم سی اب تجھ نیا
جانبِ مضمونِ طرزِ نفتہ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچتاتا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلاؤن کنجِ زندان چھوڑ کر
سیبِ جنت تک نہ کھاؤن سنگِ طفلان چھوڑ کر

پیوے میرا ہی لہو مانی جو لب اوس شوخ کی
کھینچے تو شنگرف سے خونِ شہیدان چھوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس منشیِ قدرت جگہ دان چھوڑ کر

سایۂ سروِ چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اے سروِ خرامان چھوڑ کر

ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیرِ عشق
بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراقِ میزان چھوڑ کر

اہلِ جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس سنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرزِ نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منہ سے دود و قلیان چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریانِ عدن سے
باغِ ہستی سے چلا ہون ہائے پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین اوسکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہووے مجھکو رویتِ ماہِ حبیب
مرے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

بلبل ہون صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈی وحشتِ گمشدگی مین مجھکو سے
عنقا ہے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغِ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہگیا
مرغانِ کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

چمن سے بعد ہین جیسے سبین وقات قفس ۴۲
قفس مین نہین ہین ہم بشر فاصلہ تا بہ قفس

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب مین یہی ہی نہین اسلام مین خاص
کہ جہان عام ہو ہوتا ہے وہان عام مین خاص

ساغر دل کی تو واقف نہین کیفیت سے
دیکھ عکس رخ ساقی ہے یہی جام مین خاص

خضر باتین ہین کہ ہے چشمۂ حیوان حیا بخش
ہے یہی خاصیت اوسکی لب دشنام مین خاص

شیخ صاحب کے ہین نزدیک وہ خاصان خدا
خدمتی اونکے ہین جو زمرۂ خدام مین خاص

کام دیرانت ہی عاشق کا ترے ناکامی
کر دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص

عشق کا جوش سا ہو جبتک کہ جوانی کے ہین دن
یہ مرض کرتا ہے شدت انھین ایام مین خاص

ذوق اسماء الٰہی ہین سب اسم اعظم
اوسکے نامون مین خصوصیت ہے نہ اک نام مین خاص

ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

سحر و بیر مین کسکو ہو وسواس قطع و برید
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض

گل کترتی ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہے عجب طرح کی اک تیغ نگاہی مقراض

کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگویونکی
منھ مین اونکے یہ زبان ہو کہ الٰہی مقراض

محضر خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

پاس کیا قطع تعلق مین کہ یکسان سمجھے
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سراسر اے ذوق
کھو سکی تیرگی دل کی نہ سیاہی مقراض

عین مہملہ مقطع

کہ نہین خاطر پریشان جمع

قاف

لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق

کاف تازی

بلائین آ کے لین سو بلائین سر سے پانو تلک
ہزار اپنے کو وہ ہمسے چھپائین سر سے پانو تلک
چمن مین سبز کیونکر ہو نہ جائین سر سے پانو تلک
کہین ان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانو تلک
مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانو تلک
چھپین چلو نہین در پردہ دکھائین سر سے پانو تلک
کہ اسکو دور دکھا پتلا بنائین سر سے پانو تلک
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانو تلک
نہ کیون تمام ہم تیغ عشق کھائین سر سے پانو تلک
دل کے وہ حسرت مین ہو وہ بھی جدا ایک سے ایک

لام

بلا سے گر ہو تو الٹ وہان مارین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نکل نہ جائے دل اضطراب سینہ سے
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہو چشم براہ
ہزار سنگ کا ربھی ہے وہ بلا کہ جائے گھر
اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ شرار
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار
برنگ بیضۂ نور و زر توڑے دل اوسنے
ہزار دشمن جان سے ہے ایک دوست برا
نہو تین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
اوٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین اے ذوق

ازل سے یون دل عاشق ہے نور کی قندیل
سمجھ وہ ذرہ بنا گوش نور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
جہان ہے خانۂ عشرت جبھی ہوا اسکا فروغ
رہے ہے جون قمر منخسف سدا بے نور

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار مین دل

بغل نہ جاے دلِ اضطراب سینہ سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزنِ سینہ سے کیون ہو چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

ہزار سنگ کار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گہر
پرو دے زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار
رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہو ماتمی آثار
خوش ہنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگ بیضۂ نور و نر توڑے دل اوسنے
ہزارون ایک ہمارا ہو ایک قطار مین دل

ہزار دشمنِ جان سے ہے ایک دوست برا
جو پوچھو کون ہے ہم سو مین کہون ہزار مین دل

نہو تبین خلا مین جو ہین تو رہتا خلا مین کون
لگے ہے صحبتِ خوبانِ گلعذار مین دل

یہ جسم زار ہو یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہو تار مین یا میرے جسم زار مین دل

اوٹھا تو لاکے مجھے میرے ہمنشین اے ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

ازل سے یون دلِ عاشق ہو نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدا سے غفور کی قندیل

سمجھ وہ درّ بنا گوش نور کی قندیل
تجلی ہو اخترِ صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
کسی کی تاب کمالِ ظہور کی قندیل

جہان ہو خانۂ عشرت جبھی ہو اسکا فروغ
کہ لٹکے اسمین سرِ پر غرور کی قندیل

رہے ہو جون قمر منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل

ی نہ تیغ عشق سے ہٹے کہین پناہ — قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جاسے نعرۂ ہَل مِن مزید بھول — لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید — پھر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

نم بھی نہین جگر پہ رہے اسقدر رہے — سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

طلب سے لپٹے کون ہے آگاہ جز خدا — جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورت تصویر آئنہ — آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جدا — رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم — کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے — اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان نگاہون مین سرخوش ہین پا تدن — شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین — مصروف زخم دل کی نمکدانیون مین ہم

ہم کدورت دل صیاد گر نہو — کیا کیا اوڑائین خاک پر افشانیون مین ہم

دکھلائین روز حشر کو بین السطور سے — اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

جا سکتے منہ سے نہین کہہ بیان اوسکو ذوق — بہجائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم — برسون ان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

جل بڑا اے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم — کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم — شربت قند دیا کر کے پر آتش خو گرم

تن سدا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
پیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

نیشتر جلکے نہ جون کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہو آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کسکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اوسنے پتھر پہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتشِ دل سے ہیں از مرگ برنگِ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گلِ خودرو گرم

مہروش مل بر ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سرِ مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ اور مین
چونکا اوسوقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جا کے چھوٹے
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دلِ عاشق کے جلانیکا ہے سارا سامان
بینی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا آتشِ حوض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہمکو ترشح سے گرم

ردیف نون

بے یار روزِ عید شبِ غم سے کم نہین
جامِ شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دورِ چرخ کسے فرصتِ نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

نے سیاہی روئے زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرِ عشق ہی نبض کی رگِ سنگِ مزار مین
دلکی تپش کچھ اب بھی تپِ غم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزار فلاطون ہین خاک مین
جو خم تہی ہے قالبِ آدم سے کم نہین

اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابۂ سرشک سے دہوتا ہون زخم دل
تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے
سب ہمسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین

ہان تامل دمِ ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین

تشنۂ دشت محبت کے لیے اوس لب سے
کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین

گل پریشان ہوا ہنسکے چمن مین آخر
دیکھ اے غنچہ دہان خندہ زنی خوب نہین

خوبیان یون تو ہین اوس عالم تصویر مین سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

چشم کہتی ہے تری جنبش مژگان سے کہ دیکھ
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین

یہ نہین شیشۂ مے ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکھ نکر دل شکنی خوب نہین

تاب دندان ندکھا بزم مین ہنس ہنسکر تو
کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہین

بات تو ہمنے بنائی تھی دہان خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین

خلشِ خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود
دیکھ گل دعوے نازک بدنی خوب نہین

اوٹھتا ہی جائیگا اک دل سے دھوان آہ کے ساتھ
جبتلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین

کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گزرا
آج جو سیر نسیم چمنی خوب نہین

منعقد دو فریق حسد کے عدو سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

فرد اور ہیں وہ طائر سدرہ ہی کیوں نہ ہوں
تیر نگاہ یار کے جو دور زد سے ہیں

خورشید وار دیکھتے ہیں سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہیں

وہ مست ہوں کہ رکھتے قدح کش تیمنا
مینا و میکدہ مری خشت لحد سے ہیں

جان دادگان عشق سے پوچھو رہ فنا
اب تک جناب خضر ابھی نابلد سے ہیں

چشم تر ہے سرو سہی ان کو جو تو رہے
رکھتے امید دوستی اس سرو قد سے ہیں

دشنام دو کہ بوسہ خوشی ہے آپ کی
رکھتے فقیر کام نہیں رد و کد سے ہیں

ہیں ننگ اہل دل کے ہو کر خرقۂ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سے ہیں

وہ اک دم کہیں میسر ہو وصل یار
ہاتھ اپنے دھوئے ہم اوسے عمر ابد سے ہیں

جیتے ہیں یاں فرشتے روش نشہ شراب
ہو جاتے بدمزہ ہیں جو بڑھ جاتی حد سے ہیں

ہر چند ناتوان ہیں مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنوں کی مدد سے ہیں

جامہ لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش و قبائے خرد سے ہیں

محفوظ ہیں جو رکھتے دل جمع و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدہ اسب و جد سے ہیں

دل کو ورق ہیں جب ہیں صد مہر داغ عشق
ہم کر ذوق عشق کا دعویٰ سند سے ہیں

بلا ہیں آنکھوں نے اوکی سلام لیتے ہیں
ہم اپنے ہاتھوں کا خنجر کا نیمہ کام لیتے ہیں

خرام کر نہ بیہودہ ہیں جتنے ہیں فتنے
قدم سب آ نکے وقت خرام لیتے ہیں

شب وصال کے روز فراق میں کیا کیا
نصیب مجھ سے مرے انتقام لیتے ہیں

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم ہی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکا ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب ان سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اونکے زور کے قابل نہین ہین شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اونکا
وہ مول لیسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دود دل سے ہے یہ تاریکی مرے غمخانے مین
شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے مین

ہین ہما خشت کہن مدرسے اس ویرانے مین
برسون مسجد مین رہا برسون رہا بتخانے مین

سستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھون مین دیکھی یا ترے دیوانے مین

مین نے کیفی یون کہ پانی ہو تو بنجائے شراب
جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے مین

عشق کو نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز
تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانے مین

برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین ہر دانے مین

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحاد حسن و عشق
زلف مین ان شانے نے کھینچی درد ہے یان شانے مین

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبہ گئے
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہے اس بتخانے مین

رکھتا ازبسکہ چھیڑ دنیا سے ننگ ہون
پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

ہون وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ مین تنگ ہون
آہن کی طرح آگ مین بھی لالہ رنگ ہون

جھنجھٹ جو پہلو سے اوٹھانے کی فکر مین
محفل ہے یا دلگی کیا کوئی ہو سرکار تنگ ہون

منظور مجھکو ضبط ہے دل کو اضطراب
دل میرا مجھسے تنگ ہے مین دلسے تنگ ہون

پروانہ مین نہین تو نہین پر ہون شعلہ دوست
مکھی بھی ہون تو خالِ دہانِ تفنگ ہون

غزل

مے پلا کر ساقیانِ سامری فن آپ ہین
کرتے ہین جادو سے اپنے آگ روشن آپ ہین

زلفِ افعی وش کو دیکھو گردہ مرفن آپ ہین
ہو گیا ہے موج پیدا مارِ رہزن آپ ہین

چشمِ آئینہ مین کب نظر ہوا پائے نگاہ
اس طرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آپ ہین

سینہ تا ویسا ہی جو اُدست سے کہین مردونکا منھ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رفتن آپ ہین

صحبتِ صافی دلان سے ہون مکدر تیرہ دل
زنگ سے آلودہ ہوجاتا ہے آہن آپ ہین

اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہین تو آوارہ وار
گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آپ ہین

طاس قلیان مین رکھا ہے اوسنے ابرِ مردہ کو
ڈوب مر رو رو کے تو اے ابرِ بہمن آپ ہین

دیکھنا آبی دوپٹہ منھ پہ اوسکے وقتِ خواب
برجِ آبی مین ہے مہ یا مہرِ روشن آپ ہین

مین وہ ہون تفسیدہ دل کر جائے دریا کو جذب
گر پڑے گر قطرہ میری خاکِ مدفن آپ ہین

یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدارِ یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا بمردن آپ ہین

اے سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
اژدہا بن بن کے شب اے رشکِ گلشن آپ ہین

دمدمہ ہو آتشین اوسکے ابر گھلجائے تو آگے
ڈالتا ہون دمبدم اوٹھ اوٹھ کر روغن آپ ہین

خط ملا کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے اُمڈی یہ اشک
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشقِ من آپ ہین

غزل

اس گلستانِ جہان مین کیا گلِ عشرت نہین
سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابلِ صحبت نہین

خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین

بسملِ تیغِ محبت کا لبِ ہر زخمِ دل
ہوتا وا پر شور واویلا و واحسرت نہین

منہ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

ہے نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھا کے زخمِ تیغِ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اوس سے زیادہ کافرِ نعمت نہین

خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
ایک ساعت مثلِ ریگِ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشتِ عدم
روز کرتے ہین چہل قدمی مگر رخصت نہین

میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنے بارِ غم اللہ رے دل
اور اِس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہین

ذوق اِس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہین

وقتِ پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اوسکے گھر لیچلا مجھے دیکھو
دلِ خانہ خراب کی باتین

واعظا چھوڑ ذکرِ نعمتِ خلد
کر شراب و کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مرے
ہین یہ چشمِ پُرآب کی باتین

یاد ہین مہ جبین کہ بھول گئے
وہ شبِ ماہتاب کی باتین

تجھکو رسوا کرینگی خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقان
سنکے ناصح جناب کی باتین

جام مے لب سے تو لگا اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین

ہو جہین اپنے نعرہ جوہر کو توڑ دون
آئینۂ خیال سکندر کو توڑ دون

مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیب سے بت کافر کو توڑ دون

کیا دور جام ہو جو کہے سر پہ دور چرخ
گر چاک پہ پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم
پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہے چرخ
یا نتک جھکاؤن شاخ ثمر ور کو توڑ دون

ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

ق

احسان ناخدا کے اوٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بے زور
کہتی ہے دست و پای شناور کو توڑ دون

نازک کلامیان مری توڑین عدو کا دل
مین وہ بلا ہون شیشے سے پتھر کو توڑ دون

پھر اوس مژہ کو یاد کرو تو دل مین ذوق
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و دامن
مگر تار نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین

کوئی ڈھونڈے کدھر دل کو ہجوم داغ سوزاں میں | ملے کھوج ایک پروانہ کا کیا اتنے چراغاں میں
کیسے ہی جائیو اے دل شکایت تشنہ کامی کی | رہے آب اوسکی جبتک تیغ میں خنجر میں پیکاں میں
بہار حسن ہو تیرا کہ اوسکے گل پہ داغ دل میرا | ہمیشہ آب پیکاں سے ہے شبنم اس گلستاں میں
جو لذت آشنائے مرگ ہوتا خضر تو مر گیا | نہ پیتا آب حیواں ڈوب مرتا آب حیواں میں

غزل

آج اونسے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہیں | پر نہیں معلوم کیا کہوینگے کیا کہنے کو ہیں
وصف چشم او وصف لعل اُس یار کی کہنے کو ہیں | آج ہم درسِ اشارات و شفا کہنے کو ہیں
ہیں فقیہ ہن مجتہد نکلے ہوا کیا جانیں کیا کہنے کو ہیں | شاید اوسکو دیکھکر صلِّ علےٰ کہنے کو ہیں
ہیں ستم ہاتھوں کے قربان واہ کیا ماری ہیں تیر | سب بجا ہاں تم تجکو مرحبا کہنے کو ہیں
وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا | جبکہ اذنِ عام میرے اقربا کہنے کو ہیں

غزل

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں | ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں
میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں | میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں
اوس در پہ شوق سجدہ سے فرشِ زمیں ہوں میں | مانند سایہ سر سے قدم تک جبیں ہوں میں
تارا سا کٹ کے ہوں میں کنوئیں کی بہ تنگ آب | یا ہم آسمان پہ میرا ہو زیرِ زمیں ہوں میں
ہوں طائر خیال نہ پہنچیں نہ میرے بال | پر اوڑ کے جا پہنچا کہیں سے کہیں ہوں میں

غزل

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہیں | ہے شور الغیاث صریر قلم نہیں
کو اضطراب دلکو بیاں کرتے ہم نہیں | پر جو نکالا ہے رگ بسمل سے کم نہیں
ہو اوسکے خنجر سے یہ دامن ہمارا پاک | گر چھینٹ بھی پڑی تو بجائے درم نہیں

یہ ضبطِ پیچ و تاب کہ میرے سرِ مزار
گیسوے دودِ شمع مین بھی پیچ و خم نہین

منصوبہ مارنے کا مرے کرتے ہین حریف
اور مجھ مین عقل بازیِ شطرنج دم نہین

سر بازِ عشق کے لیے دار الامان کہان
محفوظ قطع سے سرِ شمع حرم نہین

غزل

گزرتی عمر ہے یون دورِ آسمانی مین
کہ جیسے جائے کوئی کشتی دخانی مین

روکا خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ جو فساد کی آتی ہے بند بانی مین

وفورِ اشک اگر سر باوج ہو اپنا
فلک برنگِ گلِ نیلوفر ہو پانی مین

کہانیان ہین حکایاتِ خضر و آبِ بقا
بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین

نہین خضاب سے مطلب ہین جو ہوے سفید
سیاہ پوش ہوے ماتمِ جوانی مین

وہ جیب گھر کو سدھارے اور انکی کھوج مین ہم
پھرے بھٹکتے ہوے کوچے بدگمانی مین

مبصرون سے کہو دیکھین چینِ ابروی یار
کہ جوہر ایسے کہان تیغِ اصفہانی مین

ہمیشہ ہے تجھے سرمایۂ بقا مین بقا
حباب وار رہون مین آبِ زندگانی مین

بجز ظفر علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزہ تیری شعر خوانی مین

تو کہے غنچہ کہ اس لب سے دھڑی خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سامنے سے مرے ٹلتا نہین ناصح جب تک
مغز کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہین

[illegible] کہ تری آنکھون نے
دستِ مژگان سے کوئی وصل جڑی خوب نہین

[illegible] عشق کی کیا منہ ہے ترا
بوالہوس تجھ سے کوئی ضرب پڑی خوب نہین

خوبرویون سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت ای ذوق کہین اپنی لڑی خوب نہین

ہین نہان محو خود نمائی مین
ہیر ہے پر خودی خدائی مین

ہو کے اک بوسے پر ترش ابرو
بات کو ڈالتا کھٹائی مین

نہین گھی مین وہ فرنگی زاد
ماہ ہے منزل ہوائی مین

ذوق ہے ایک رند شاہد باز
اوسکو کیا دخل پارسائی مین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین کہین کدھر کو دیکھتے ہین

گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین
بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین

وہ روز ہمکو گزرتا ہے جیسے عید کا دن
کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہین

بنا کے آئنہ دیکھے ہے پہلے آئنہ گر
ہنرور اپنے ہی عیب ہنر کو دیکھتے ہین

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

ردیف نون

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے مین لکھ دیا اوسے کیا اضطراب مین

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سبکے جواب مین

بر بادہ غوسکی مین ہوا ذوق جون مہ جبین
کی توبہ ہیوقوف نے ناحق شباب مین

انکھی دل لیے یون تو پھر اوس سُست قاتل کو ندون
جان دون یان او روان یان وہ ون پر دل کو ندون

چار ٹکڑے کر دل کے کہ نہین ہو سکتا
لب کو دون رخ کو دون زلف کو دون تل کو ندون

لگے سہم ہے ترے ناوک مژگان دل مین
اتنے موتی پہ نہین جتنے ہین پیکان دل مین

گھر سی کر بیٹھا ہے غم ہجران دل مین
ہمنے جانا تھا کوئی دنکا ہے مہمان دل مین

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہے اسمین
کہنا فیضِ نظر عین خطا ہے اسمین

تو نگین توڑ نہ دل کا کہ بڑی محنت سے
اسم کو مین نے ترے کندہ کیا ہے اسمین

نہ ڈال آبلہ اے گرمیِ فغان منہ مین
کہ چپکا بیٹھ رہون بھر کے گھنگنیان منہ مین

ہمارا پی کے لہو تیرے تیر کا سوفار
یہ چپ ہوا ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

کیون نہ لڑوائین انہین پھیر کر زبین ہی
ہمنشین جنکے نصیبے کہین لڑ جاتے ہین

اتنے بگڑے ہین وہ مجھسے کہ اگر نام اونکا
لکھتا کاغذ پہ ہون تو حرف بگڑ جاتے ہین

اسیرِ رنج و غم مین ہون مریض جان بلب مین ہون
اور اوسپر ابتک جیتا ہون نہین کوئی عجب مین ہون

جو مانگون موت وہ دیتا سے مجھکو نہین ملتا
کہ نام عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون

نیرنگِ کلک ہون نہ ترا فندق پا ہون
مین کچھ نہین لیکن ترے قدمون سے لگا ہون

مجنون مجھے سمجھے ہے چراغِ رہِ مقصود
مین ناقۂ لیلیٰ کا سراغِ کفِ پا ہون

وہ مہر تو مین تاب وہ گوہر تو مین آب
نہ مجھسے جدا وہ ہی نہ مین اوس سے جدا ہون

کہ ہو وحشت بیان چشمِ سخنگو اسکو کہتے ہین
یہ سچ کہتے ہین سر چڑھ بولے جادو اسکو کہتے ہین

سوالِ بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے
براتِ عاشقان بر شاخِ آہو اسکو کہتے ہین

جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا قتل گیا سارا
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہین

عدو نیش زن ہر دم ہے میرے درپئے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہین

جو پوچھے عقل یہ مجھسے بتا کیا نام ہے تیرا
کہون دیوانۂ چشم پری رو اسکو کہتے ہین

کبھی شیریں نے دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

دنبالہ سی سرمہ کی دھواں ہیں تری آنکھیں
کہتیں نہیں کچھ سیف زبان ہیں تری آنکھیں

مرے نالوں سے چپ ہیں مرغ خوش الحان رسالی میں
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہیں
ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہیں

صوفی ہو کہ ہو میکش قائل مرے دونوں ہیں
پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونوں ہیں

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں

ہیں ہوں وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے
گر خون بھی نکالوں شفقی رنگ نکالوں

کہتی ہے ماہی بریان کہ دیر ان قضا
داغ دیتے ہیں اوسے جسکو درم دیتے ہیں

جس جگہ بیٹھے ہیں با دیدۂ نم اوٹھے ہیں
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہیں

کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسوں
ہوئے برسوں نہ ہوئی پر وہ تمہاری پرسوں

یہ طوق اسواسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن میں
کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردن میں

زاہد گمراہ کے کسطرح میں ہمراہ ہوں
وہ کہے اللہ ہو اور میں کہوں اللہ ہوں

ہائے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے
تھے علاج ضعف دل و ضعف تن کی فکر میں

آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں با چشم پر آب
گاہ تدبیر لحد میں گہ کفن کی فکر میں

رخصت جو ہے ہو کر جاتے وہ اپنے گھر ہیں
گھبرا کے پہونچے ہم وہاں اونسے پیشتر ہیں

ردیف واو

وا آئنہ نظر میں ہے یہاں قطرہ سے دریا ہمکو
آگے ہے جز میں نظر کل کا تماشا ہمکو

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو — کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو — اور جون خیمۂ لیلیٰ ہے سویدا ہمکو
اوسنے خط جو قلم سرمہ سے لکھا ہمکو — لکھا ایسا کہ خوشی سے ہے سویدا ہمکو
رکھ مکدر نہیں اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو — ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شوق مستی مین ہے گلگشت چمن کا ہمکو — چاہیے جائے عصا گردن مینا ہمکو
ہووے گا کشتیِ طوفان زدہ تابوت اپنا — آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو
بستگی دل کو ہے کیون اوس گرہ زلف کے ساتھ — کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ گر دیدۂ آہو کیطرح — بھاگے ہے دورہی سے دیکھ کے صحرا ہمکو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف — کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو
جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا — خاک گم ہوکے گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو
اور بیدرد کہان ہوشہوا سے حضرت دل — درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو
پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست — کیا بنایا تھا ہتھیلی کا پھپھولا ہمکو
اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنے پیدا — نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا — کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو
ایکدم تنگ وہ آئے تھے بغل مین اسپر — غم دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو
تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے — ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو
آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر — ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہوسکے لاغری و ضعف کہان مانع شوق
تیری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف چون گل بازی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے ہین کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانو نہین سر رکھتے ہین خار سر دشت
اے جنون تو نے تو کانٹو مین گھسیٹا ہمکو

کہتے جون کو وہ نہین ہم تو سخن مین سبقت
پر وہ کچھ جسے سُنے گا جو کہے گا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرداب صفت چاہیے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سودے مین تری زلفون کے
شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرف تلخ اوس لب شیرین سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سنتے ہین ہم کچھ تو ہے میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہماری گل رعنا نہ اوگے
سر کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہمکو

ایکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز نہ ہے نہ غم فردا ہمکو

جتنے عاشق ہین سب ہم ایک کا ہو ایک عزیز
شمع سے چاہیے ہے خون کا دعوی ہمکو

کیا ستم ہے کہ پڑے قطع رہ عشق ملک
ارہ سان دیتا ہے دندان عوض پا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند انار
تر ہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ملگئین خاک مین جو صورتین ہر اونکا خیال
کیون نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چھپا لیتی ہے
زیر دامن نگہ آہو سے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اوسکی تو لفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

آسمان اور وہ انسان بنانا ہمکو
خاک مین تھا مگر اوس ڈھب سے ملانا ہمکو

ذبح کیون کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو
دل شکستہ مگر اوس یار نے سمجھا ہمکو
باعثِ رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہمکو
رسپہ مرتے ہین کہ کیون نخچیر کو تو نے مارا
ہو وہی جنبشِ لبہا سے جراحت پسِ قتل
ہم وہ ہین گرمرو راہِ وفا جون خورشید
خالِ سرمہ کا تمھین چاہیے زیبائش کو
سیہ تو یون مضطرب اوسینہ مین لاکھون روزن
ٹپکا مژگان سے لہو ہو کے جگر آخر کار
خطِ توام سے لکھو گور پہ تاریخِ وفات
کون غلطیدہ تھا خاکِ سرِ کو پر تیرے
جسکی آواز سے ہون رونگٹے سو ہانکو کھڑے
اک حلاوت ہے عداوت مین بھی اوس ظالم کی
دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہو
ٹپکے ہے جا سے عرق ہر بن مو سے پیکان
ہمسفر ہو نسکا کوئی بھی اپنا لیکن

چھوڑ ہوتے دے تڑپکر ابھی ٹھنڈا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہمکو
تجھپہ بن دیکھے ہو غش جسنے کہ دیکھا ہمکو
لیگئے اشک بہا جون کفِ دریا ہمکو
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو
کس لبِ تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
اخترِ سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو
خواب شب بسترِ مخمل پہ نہ آیا ہمکو
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
ہم بھرے بیٹھے تھے کیون آپنے چھیڑا ہمکو
یہ ہرت کسنے کیا تیرِ جفا کا ہمکو
جا وہ پہونچا نے گیا تا لبِ دریا ہمکو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی ہے
اُنس میخانے سے جون پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل تین دن اب گو ہین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین ترے آئینکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تجپر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمیِ تپ سے ہوا سوز درون جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت ای خواریِ وحشت کہ گریبان کا تار
ہو گیا ضعف سے تارِ رگِ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو کسطرح گوارا ہمکو

نہ اوٹھین شور قیامت سے بھی وہ مست ہین ہم
کہے جبتک کہ نہ قم قم لبِ مینا ہمکو

ہم تبرک ہین لیس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لیئے آبلۂ پا ہمکو

وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مزے ہجر مین بھی آتے ہین کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل حد ہی ہم اس قسمت کو
جام عشرت اوسے اور داغ تمنا ہمکو

دل مین نشتر نگہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

قطعہ

سہی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کے ایذا ہمکو

صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا
صلح بھی ٹھہری تو پھڑکا ہی کے چھوڑا ہمکو

ذوق بازیچۂ طفلان ہے سراسیر ہین
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ناخن مجھے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
دیگا تمام عقل کی بخیہ ادھیڑ تو

عمرِ روان کا توسنِ چالاک اسلئے
تجھکو دیا کہ جلد کرے یان سے ایڑ تو

اے زاہدِ دو رنگ نہ پیر آپ کو بنا
مانندِ صبح کاذب ابھی ہے ادھیڑ تو

اس صیدِ مضطرب کو تامل سے ذبح کر
دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو

جو سوتی بھیڑ باعثِ غوغا جگا نہ پھر
دروازہ گھر کا اوس سگِ دنیا سے بھیڑ تو

مرجائیگا جو تیرا گرفتارِ دامِ زلف
تربت پہ اوسکے حال کا پائیگا پیڑ تو

یہ تنگنا ہے دہر نہین منزلِ فراغ
غافل نہ پاؤن حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی ہے کوے محبت کی ہاتھ اوٹھا
اے ذوق یہ اوٹھا نہ سکیگا کھکھیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشقِ غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شورِ قیامت جسکو وہ ہے چشمِ یار
تیرے مستون کی صفیرِ خوابِ غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرمِ حیف
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظارِ یار مین جو چشم ہو جاوے سفید
مردمک اوسمین کہان ہو داغِ حسرت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام
اگلے مکتوبون مین کچھ رسمِ کتابت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رہنِ مے
ذوق وہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہیں ہے کہ امدادِ دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزدِ مستحق ہو
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤں پر جان بحق ہو

کتابِ محبت میں اے حضرتِ دل بتاؤ کہ تم سے لیے کتنا سبق ہے
کہ جب آنکھ تمکو دکھایا تو وہ ہی لیے دستِ افسوس کے دو ورق ہو

کرو دونوں آنکھوں کے طبقے پہ روشن کہ ہو ایک نسخۂ چہار دہ تم
تماشا ہے کہ تم تو سب اپنے لیے سو رہیں ایک جلوہ چودہ طبق ہو

یہ کشفوں کا ادنیٰ ہے اک سے یہاں تک بتا تو کہ ان میں جو تختہ نکلے مرقد پہ کوئی
اگر سنگِ موسیٰ کا تعویذ رکھدی تو سکتے ہی لبِ درمیان سے وہ شق ہو

مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی ہو گئی تیری ٹھوکر
سر جھکا دیا تو نے تو یوں تھا جھٹکا کہ اے جان کچھ جو سدِ رمق ہو

اگر تنگِ گلشن نہو تنگی باہم تو گلشن میں ہوں دیکھے تیری کا عالم
چٹکنا ہو غنچوں کا آوازِ صفیر چمن مجھکو اک وادیٔ لق و دق ہو

اگر زخمِ سینے سے پھاہا اٹھاؤں تو خورشیدِ محشر کو تپ سی چڑھاؤں
وگر سینہ داغِ دل کو دکھاؤں تو صبحِ قیامت کا منہ دم میں فق ہو

یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر تم اک غزل کر کہ اے ذوق جس میں
نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچھ ہو تو مضمون ادق ہو

غزل دیگر

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے گرد اس میں زلف سرکش ہو
پھر زلف سے ہے وہ دست موسیٰ جس میں اخگر آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو

ہو تیرہ اے سپیدۂ صبح ہجران سے مجھے رخصت مہوش ہو
کیوں کھینچوں آہ کہ خود بھی پنہاں رہے دود آتش ہو

لبریز شراب ناب دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش میکش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر پرسش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے غش ہو

دل تنگ میں قد کے جوں زکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارۂ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک اذان ناقوس و جرس یا خندۂ قلقل نالہ نے
دل کھینچے میں ہاں کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

[illegible] میرے گھر کے آرائش دشمن جلن ہو عاشق کے
محراب طاق کمان بنجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند [illegible] ان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر

ترا مجنون تفتہ دشت مین آتش قدم گر ہو
جلا دے زیر پا گر خار نشتر گان سمندر ہو

بچائے حق تعالیٰ اوس پہ بد مشرب سے
کہ خون بیضہ کا جس بے رحم کو خون کبوتر ہو

رہائی قتل پہ موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ کی پابستہ زنجیر جوہر ہو

ڈبو دین گر سکندر و خضر آشنا کو اپنی صحبت مین
تو آہن ساتھ کیون لنگر بنکر دریا مین شناور ہو

کوستون کیا تنگئے ترسانے کو
کہ نہین چاہیے سر اوٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھر سے اوٹھے
چوم کر اوس کے آستانے کو

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

سیا شک لاغری نے اس مرد بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھے طوق گردن چشم سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری مین فریب نفس امارہ
یہ بالون کی سپیدی شیر ہے اس مار رہزن کو

کمند نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپیٹ کر مثل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

ہجوم آور جو آنکھون مین ترا شوق تماشا ہو
تو شاخ ہر مژہ سے چشم نرگس وار پیدا ہو

سنگ دنیا بس اندر مردون بھی واشگیر دنیا ہو
کہ اوس کی مٹی سے بھی گیا گھانس پیدا ہو

تصور کس طرح چھوڑے ترا اس چشم گریان کو
نکالے شہر سے ہین کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نکالون کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

چشم ادا یا جلوے نے تیرے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزہ نے ترے طرف حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عمل نقش و نگار
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

دیکھا دم ... [illegible] ... کو
عید ہوئی ذوق دل شاد ہم کو

تم سی ملک نہ عرفہ سے نکالا منہ کرو
اور نہیں گر مانتے تو جاؤ کالا منہ کرو

یا تو پاسِ دوستی تجھکو بُتِ بیباک ہو
یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو

منزلِ گم گشتگان بالکل الگ دنیا سے ہو
آسمان بھی ہو اگر وہان بیضۂ عنقا سے ہو

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو

جتنا ہے نمک تم مرے زخمون مین چھپاؤ
پلکون سے اوٹھاؤگے نہ ہاتھون سے گراؤ

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادیِ مرگ عیسیٰ ہو

چرخ ضدی ہے کوئی ضد نہ دلائے اوسکو
گر سنے عود کو غرقی تو جلائے اوسکو

خبر گرچہ گئی نوفل کی تو مجنون اہلِ ہامون کو
کیا وہ تا صبا کھچوائے شلنگ بیدِ مجنون کو

عبث تم اپنا بناوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

جانتے ہین اپنا تو کوسے بُت لا الٰہ تمام کو
اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

ردیف ہائے ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کی درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہوا اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اوسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ

گر شرح جنوں سے کیجے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دم بازی جو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح ہو لیے ہیں ہم اور زیادہ

گھبراتا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینے میں دم اور زیادہ

کچھ کی ستم شوق نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کر نیلا و سیہ نہ ورق چرخ کو ایدل
نالے سے نہیں کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہو ویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہیں لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک میں ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی قضا سیدھی لگا ہوں پہ کہ جوں تیغ
سیدھی ہو تو ابرو میں ہے خم اور زیادہ

ہو جسکو لب از زندگی بھی یاد دہن تنگ
تنگ اوسکو کرے کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا دم افعی میں ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور
ہے زہر نہ کھاتا مجھے سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا
ابھرے ہے حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
یاروں کا گیا اونپہ بھرم اور زیادہ

ہے سوز محبت سے مری خاک میں گرمی
کیونکر نہ اوٹھائے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہوے رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہے روغن لفظ آب مرے گریہ میں اے چشم
بھڑکے ہے جو یوں آتش غم اور زیادہ

ہے نکہت ریحان کا دماغ اب کسے تجھ بن
اتنا ہی مرا ناک میں دم اور زیادہ

جو پیٹ کے ہلکے ہیں پچے بات کب اونسے
روکیں تو اپھر جائے شکم اور زیادہ

نشتر سرِ خار سے نکلا ہے سرِ صحرا
کچھ توسنِ وحشت کا قدم اور زیادہ

صیدِ دلِ عاشق ہیں یہ مصروف وہ کافر
بیخوف ہیں اب صیدِ حرم اور زیادہ

گر سرمہ کرے خاکِ خرابات کو صوفی
سوجھیں اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ

اے خنجرِ خونخوار نہ برش میں کمی کر
ہاں تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے بڑکے ہے
اتنا ہی اوسے چاہتے ہیں ہم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ

سرعت ہے ابھی نبض میں جوں موجِ رمِ برق
کیا ہوگا جو ہوگی تپِ غم اور زیادہ

کہتا ہے مرا شوقِ جراحت کہ صد افسوس
اوس تیغِ دو دم میں نہیں دم اور زیادہ

کیوں میں نے کہا تجھسا خدائی میں نہیں اور
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر
لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

قطعہ

اس عاشقِ بیچارہ کا ہے آج بُرا حال
گریے سے ہے آنکھوں پہ ورم اور زیادہ

بیٹھے سرِ بستر پہ پڑا پاؤں کہاں تک
بس پاؤں نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ

قطعہ

ہے بلغ جہان میں سمجھے گر ہمتِ عالی
سر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جس کنجِ قناعت میں ہے تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر وہ [illegible] اور زیادہ

دیگر

اے ذوق وقتِ نالہ کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کی پروانہ کے غبار
اوٹھتا ہون رکھکے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ

خط دیکے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اوسنے رکھدیا دہنِ نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس مزے سے غمِ عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ

جون نبض پا خضر تو نہ چلا اونگلیان طبیب
رکھ رکھ کے نبضِ عاشقِ تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیمِ صبح
مارے ہے کوئی دم مین ترے تاجِ زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اوٹھائے ہزار حیف
اک بار کشتۂ تیغِ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھا اوسکو تھام کو دل بیٹھ جا ذوق
جب یار سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

دیگر

ہوش و خرد گئے نگہِ سحرفن کے ساتھ
اب جی ہے اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ

ہو اونکی سادگی بھی تو کس کس پھبن کے ساتھ
سیدھی سی بات بھی ہو تو اک بانکپن کے ساتھ

روز آفتین نئی ہین دلِ پرمحن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخمِ کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدِ رعنا جو باغ مین
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سروِ چمن کے ساتھ

وحشی کو تیرے دیکھا اوس آہو نگاہ کے
جنگل مین پھر رہا تھا قلانچین ہرن کے ساتھ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اوڑا دے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کو واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

تو جان ہی ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ	مطلع	ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہے سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ	مطلع	اور اوسکی آنکھ وہ کافر ہے بس خدا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے کہین بھی روزہ	مطلع	کہ اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ
لے نگاہ پھر سے دل ست چشم پھر دیکھ	مطلع	گر طرح سے ہے جو مری تو دیہنا اوسکو زہر دیکھ

ردیف یاے تحتانی

ہین ترے رشک خط رخسار سے — دل مین آئینہ کے جوہر خار سے

شرح فرط حسرت دیدار سے — جو نگہ ہے کم نہین طومار سے

کھائے داغ آتشین رخسار سے — کم نہین دل مرغ آتشخوار سے

ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے — کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

اوس سے ہے کیا دل کو تیر یار سے — ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

میرے طرز نالہاے زار سے — ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ ٹپکے ہے چشم یار سے — مست جیسے خانۂ خمار سے

فرش گل پہ مجھکو ہجر یار سے — کم نہین نار رگ گل خار سے

آئینہ اوس شعلہ رخسار سے — گرم ہے دکان آتش کار سے

بے نصیب اوسکے ہین گر دیدار سے — ہین دو آنکھون کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق — جھڑ پڑین دندان وہان مار سے

غنچہ موج تبسم سے ترے — گل چمن مین ہین جگر افگار سے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب / ہمکو اوسکے لعل شکربار سے
کرتا ہے دست جنون جب کشمکش / جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے
ٹھنکے میری جبا نکنی کو کوہکن / جون صدا اولٹا پھرا کہسار سے
یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو / گر کمر باندھے نظر کے تار سے
نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے / پھرتے ہین اک پاؤن ہم پرکار سے
اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا / دب کے تیری سایۂ دیوار سے
توبہ توبہ کہتی استغفار ہے / وقت توبہ میری استغفار سے
اپنے دامن کو بچا کر جائیو / برق میرے وادی پرخار سے
چاہیے بحر محبت مین نہین / کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سے
اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف سے / کم نہین مژگان کی صف دیوار سے
تیرے ہی پاؤن پہ اے قاتل گرا / سر مرا اوڑ کر تری تلوار سے
اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب / منتخب ہے مخزن اسرار سے
صاف اک ابر شفق آلودہ ہے / زلف اوسکی سرخی رخسار سے
خاک عاشق پر اوٹھے جاے غبار / فتنۂ محشر تری رفتار سے
ناکسون سے کیا رکین وارستگان / اولجھے کب دامن صبا کا خار سے
زلف کی پیچی سے دل ڈرتا نہین / بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

بلا سے آپ نہ آئیں پہ آدمی اونکا
تسلی آ کے مجھے وقت اضطراب تو دے

صبا بگولہ بنے اس بے مروت کی خاک
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے

بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر
بجھا پر اوسکی ذرا آتش عتاب تو دے

شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے

نشے میں ہوش کسے جو گنے حساب کرے
جو مجھکو دیتے ہیں بوسے بلا حساب تو دے

جواب نامہ نہیں گر تو رکھدو نامۂ یار
جو پوچھیں قبر میں عاشق سے کچھ جواب تو دے

رکھے ہے حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہیں یہ آشنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

تنک دلوں کی اگر مشت خاک و زرچین
پڑے تو واقعی اکبار آگ آب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا ای ذوق
مثال نقش قدم کوئی پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہیں ای مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیکھا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہو بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیوں مرے مرہم کا احتمال ہے
مشک گر چھڑکا ہے تو کیا نون کا بھی کال ہے

قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے
لوحِ تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے

ہمنے جانا تھا کفِ پا مین تمھارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سویدائے دلِ پامال ہے

ابر برسون رو چکا پر سوزِ غم سے ابتلک
خاک جیتک ڈھیر کے اولٹے نہین جیسے رال ہے

میرے دودِ آہ سے یاتنک زمانہ ہے سیاہ
آفتابِ آسمان زنگی کے منھ کا خال ہے

مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذِ تصویر بھی
مثلِ عیدی باعثِ خوشنودیِ اطفال ہے

جب سے ہے دل مین کسیکی نوکِ مژگان کا خیال
نشترِ زنبور ہے تن پر مرے جو بال ہے

جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادرِ آبِ روان منھ پر مرے رومال ہے

دل ہیچون گرداغِ سوزانِ عشق مین اے کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنجِ سوختہ کیا مال ہے

کھاؤ نہین ہیرا جو اس مین کیونکہ دل ٹکڑے تھو
جو رگِ بان ہے وہ مجھکو شیر کا سا بال ہے

[illegible] تمھارے کشتگانِ زلف کے
نخل کی جا بیدِ مجنون ہے وہان یا جال ہے

شوخِ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہے رنگ پان
خون اعجازِ مسیحا سے لب اوسکا لال ہے

بسکہ ہے نور و ترا اپنا آفتابِ بادہ سے
دورِ ساغر ہمکو ساقی گردشِ یکسال ہے

کھل گیا مضمونِ شکستِ دل کا بن خط کے پڑھے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہے

ہے اسیرانِ محبت کی بلا سینہ مین آگ
شعلۂ جوالہ سان طوقِ گلو تک لال ہے

ہوتی ہین اعضائے بوسیدہ تصور سے جلا
کھینچی تصویرِ مجنون کی تری اشکال ہے

روزِ محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیین
گرچہ اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

موے سرِ یارانِ سپہ کا اک سرا سر لشکر ہے
مانگ جو ہے اک ماہِ سپید اوس لشکر کا سر لشکر ہے

موذیونکو حق نے آنکھین کہ نہ دین بلا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے

عشق میں اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے
شیخ صنعان سا مسلمان نہ بد مشرب بنے

کچھ نہین چاہیے تجہیز کا اسباب مجھے
عشق نے کشتہ کیا صورت سیماب مجھے

اوسنے مارا رخِ روشن کی دکھا تاب مجھے
چاہیے بہر کفن چادرِ مہتاب مجھے

کل جہانسے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے
لیچلا آج وہین پھر دلِ بیتاب مجھے

چمنِ دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہون مین
آب کی جا ہے دیا کرتی ہے زہر آب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خطون مین
قبلہ وکعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے

جوہرِ واقفِ جوہر ہین وہ رکھتے ہین عزیز
تیرہ بختی مین بھی جون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسے کیا کیا
دلِ بیتاب کو مین اور دلِ بیتاب مجھے

مین نہ تڑپا جو دمِ ذبح تو یہ باعث تھا
کہ رہا مدِّ نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا
لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ہو گیا جادۂ انجم مژہ آنکھون مین تمام
کیونکہ آئی شبِ ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شبِ ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرورِ حسن زمین پر رکھے نہ پاؤن
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اوڑانے اوڑا چلے

افسوس ہی کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلیں وہ جدا سے چلے

قاتل جو تیرے دل میں ہم کا وسٹ ہوتو کیون
رک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سر سے ہولی چشم میں نگاہ
دیکھا جہان سے صاف ہو اہل صفا سے چلے

کیا دیکھتا ہی ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یان جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا سے چلے

لیجائیں تیرے کشتہ کو جنت میں بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہے غضب نگہہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا سے چلے

الگ تا ہو نہ کھینچ کر مرا ہر تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھیڑے نہ چھوڑے خار دامن سے

خبر لوں جیب کی یا میں ہوں ہشیار دامن سے
جنون الجھی ہی ناخن جیب سے اور خار دامن سے

لگے ہی اس تمنا میں مرے ہر خار دامن سے
کرون دستار میں گر ہو عطا اک تار دامن سے

لگے اوس شعلہ خو کے کون جھسا نار دامن سے
الجھ سکتا ہی کوئی برق کو بھی خار دامن سے

اگر دو گرد ھوتی ڈھونڈی تو جدا ہر تار دامن سے
نہ پونچھو تے خون مرا پیتیرا ای خونخوار دامن سے

کیا تو نے کنارا ہستہ اہل آنسو کی چشم کے
گریبان ہمکنار آ کر ہوا ہی یار دامن سے

تری جو سجدہ در سے جبین ہو خاک آلودہ
نہ پونچھیں حور عین کیے اپنے رخسار دامن سے

ہوا بے پردہ بھی ہستی تو اوسنے یوں کیا پردہ
بنایا درمیاں اک پردۂ دیوار دامن سے

دہی ہی یا ہوا اوسکے واسطے جو قطع ہو جسکی
نکل سکتا ہی کوئی آستین کا کار دامن سے

ابلے تکو شش جہت میں خفت رہا لوگ کہتیں
گرے تھے اشک کے قطرے مری دو چار دامن سے

پھرون کھینچے ہوئے کوسون اپنی زمین وحشت سے
اگر بندھ جائے میرے دامن کہسار دامن سے

جلینگے آتشِ رنگِ حنائی پا سے گھر کتنے
ہلا اٹھا جو وقتِ گرمیِ رفتار دامن سے

دکھائے صدمۂ نشتر نے یہ پاؤں مجنوں کے
کہ اک صدمہ سا پہونچے ہے دمِ رفتار دامن سے

غبارِ تیرہ اصلا نہیں سرمایۂ تہمت کہ دیا ہے
گرہ دیکر نہ باندھا گوہرِ شہوار دامن سے

مری پا ہی نہیں وہ تو خلش کرکے ہیں آرائش
کہ صحرا پونچھتا ہے کیسۂ شانِ خار دامن سے

سرایت کچھ جو خونِ کوہکن کرجائے پتھر میں
نکالے لعل اسی پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائیں جانماز اپنی
اگر وہ دھو ڈالے تو داغِ سیہ پندار دامن سے

مرے پاؤں کے چھالے ہوتے ہیں کیا کیا شکستہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے الجھ کر خار دامن سے

مرا آنسو وہ زہرِ آب نیلا ہو بدن سارا
خدا نا خواستہ لگ جائے اے غمخوار دامن سے

ترے مجنوں کو ہے وہ جامۂ عریاں تنے پیا
کہ جسکو آستین سے ننگ ہے اور عار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں میں
کبھی تو آستین سے اور کبھی اے یار دامن سے

کہاں وہ موسمِ طفلی کہ ہم دامن سوار و بیں
لیا کرتے تھے کارِ توسنِ رہوار دامن سے

مرا وہ گریۂ ہم خندہ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھو وہ گلرخسار دامن سے

میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سبحہ کا
فرشتہ پاکدامن لیکے میرے تار دامن سے

یہ صیدِ ناتوان مثلِ پرِ افتادہ اڑ جائے
لگا دے گر نسیمِ دامنِ گلزار دامن سے

ہوا اٹھکی خواب آور ہے کیا ایک جنبش میں
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہِ بوالہوس آندھی ہے تیری خاک اڑانیکو
چھپالے تو چراغِ شعلہ رخسار دامن سے

نہ رو دل جلیگی ذوق ہستی ہے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہوں میں لاغر جھکے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جوں کبادہ لچکے ہے پاے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گراں خاطر نہیں جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبی ہوا اور تیرے ہی مردہ آب میں
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے

باندھ دی ناقہ کی گردن میں دلِ نالانِ قیس
بوجھ اسکا کم ہوا اے لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اٹھا کر بارِ حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن میں نہ لے میرے گلِ لختِ جگر
جی دھڑکتا ہے کہیں چولی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا کلا ایک کوہِ غم اوٹھا
یہ نہیں ہے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

رخصت اے زندانِ جنوں زنجیرِ در کھڑکا ہے
مژدہ خارِ دشت پھر تلوا مرا کھجلاے ہے

سر بوقتِ ذبح اپنا اوسکے زیرِ پاے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

واہ وا شورِ محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھاے ہے

ہاں مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینہ میں دم
دیکھیے لبتک خدا کیونکر مجھے پہنچاے ہے

بس کرم سوزِ دروں جائینگے دل اور جگر
رحم جوشِ گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آے ہے

جل بے استغنا کہ وہ یاں آتے آتے رہ گئے
اوٹھ رہی بیتابی کہیاں تو دم ہی نکلا جاے ہے

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانبِ در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آ جاے ہے

زخمی ہوں میں اوس ناوکِ دزدیدہ نظر سے
جانیکا نہیں چور مرے زخمِ جگر سے

ہم خوب ہیں واقف ترے انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہے کوئی دل کے گہر سے

گر ایک پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تم جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

سرمایۂ امید ہے کیا پاس ہمارے
اک آہ بھی سینے مین سو نا امید اثر سے

وہ خلق سے پیش آتے ہین جو فیض رسان ہین
ہی شاخ ثمردار مین گل پہلے ثمر سے

حاضر ہین مرے توسن وحشت کے جلو مین
باندھے ہوے کہسار بھی دامن کو کمر سے

فریاد کشمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جسکا نہ رکے وار فلک کی بھی سپر سے

اشکو نمین بے جاتے ہین ہم جانب دریا
مقصود رہ کعبہ ہے دریا کے سفر سے

اف گرمی وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
پتھر ہین پہاڑون کے اوڑے جاتے شرر سے

کچھ رحمت باری سے نہین دور کہ ساقی
رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سے برسے

کشتہ ہو نمین کس چشم سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کے شجر سے

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانئین کہ آجاے ہی تو اسمین کدھر سے

نالو نکے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا
کیون ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے
انسان وہ کیا نہ دل دلبر مین گھر کرے

تیر اوس نگہ کا گر دل مضطر مین گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر گھر مین گھر کرے

پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
بھونرا عجب ہی یون گل عبہر مین گھر کرے

یون میرے دل مین چبھتی ہو وند انکی اونکے لب
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے

بلبل کا آشیانہ ہی گلشن مین کیا عجب
اوس رخ پہ دل جو زلف معنبر مین گھر کرے

دکھلاے جوش گریہ اگر میری چشم تر
مردم کے غرق سیکڑون پل بھر مین گھر کرے

گنبد مین گرد و باد کے مجنون نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون جو چکّر مین گھر کرے

آنکھ اپنی اُسکے لب پہ عجب گھر پکڑ گئی
جون عنکبوت برگ گل تر مین گھر کرے

قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہین
جون مورچہ نہ یہ ترے خنجر مین گھر کرے

ناتمام

آتا نہین مہ طلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اے کشش اُلفت کیا دیر لگائی ہے

قاصد تو کب آتا ہی پر پیک اجل نے بھی
یان آنے مین یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

گر قتل ہی کرنا ہی قاتل کہین جلدی ہو
لاحول و لا قوت کیا دیر لگائی ہے

یان وعدہ بھی آپہونچا تو ابتلک آتا ہی
اللہ رے تری غفلت کیا دیر لگائی ہے

بے بادہ گلستان مین بیٹھے ہین لہو پیکش
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے

دے پھونک کہین دل کو مدت سے سلگتا ہی
اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
لو اٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے

اوسکے لب خنجر کا لیتا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید وسکو کرنی ہین کئی عاشق
کرنی ہی اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب رو کا شکایتون سے مجھے
تو نے مارا عنایتون سے مجھے

سکتے کیا کیا ہین دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتون سے مجھے

یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ لکھے
خط وہ کن کن کنایتون سے مجھے

واجب القتل اوسنے ٹھہرایا
آیتون سے روایتون سے مجھے

سمجھے ہیں واجب الرعایت دوست / دشمنوں کی رعایتوں سے مجھے

گر نہ گریہ میں تو کمی اے چشم / شوق کم ہے کفایتوں سے مجھے

لیگئی عشق کی ہدایت ذوق / اوس سرے سب نہایتوں سے مجھے

الٰہی کس سگینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے / کہ آج کوچے میں اوسکے شور ربّے ذنب قتلتنی ہے

غم جدائی میں تیری ظالم کہوں میں کیا مجھپہ کیا بنی ہے / جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

زمیں پہ تو مہر کو گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے / کہیں جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکدان میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے / وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسیکے جلوہ کی روشنی ہے

ہوے ہیں تر گریہ ندامت سے اسقدر آستین و دامن / کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوئے ہیں اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے / اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا نہ اس سنگدل سے تو دل جو ٹوٹنا ہے تو ٹوٹ کر دل / کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہو آخر شکستنی ہے

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر / جہان میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہے راہ اپنی / جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اوسکے نزدیک رہزنی ہے

تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف / کہ جا بجا خار زار وحشت سو تیرے پا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگاں سے ذوق اسکو دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے / مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

آنکھ اوس پر جفا سے لڑتی ہے / جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل میں / شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

نہیں مژگان کی دو صفین گویا
اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے

شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہ ناز اسکی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

تیرے بیمار کے سر بالین
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے

زال دنیا نے صلح کی کس دن
یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیر خون کے چھینٹون سے
چھینٹے آب بقا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

سچ ہی الحرب خدعۃ اے ذوق
نگہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے

دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل ہی مین کہ بڑا بدمعاش ہے

اس بتکدہ مین کون ہے کافر تری سوا
تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے

لبریز صد نشاط برنگ ہلال عید
سینہ مین میرے ناخن غم کی خراش ہے

ہوتے وبال دوش نہین کشتگان عشق
اوڑجاتی ٹھوکرون ہی مین عاشق کی لاش ہے

کرتے ہین اشک و آہ مین تکلیف کیون عبث
ہوجاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے

دنبالے پر جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش حکم کہتے ہین وہ شاد باش ہے

اوٹھے جہان ہی سے جو بستر سے وہ اُٹھے | تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے
بُرّندہ ایک تیغ محرّف سے بھی سوا | اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے
مسکن پہ پیر آج بھی ولیکن نہیں ہے غم | روزِ ازل سے اسکی یہین بود و باش ہے
اے ذوق جانتا ہو وہ ہمدرد میرا درد | دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی | رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوے ہین خم مے کی طرح ہم | پر کیا کرین کہ مہر ہے منھ پہ لگی ہوئی
چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ | ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجیو اس خاکسار کی | ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
عیسی بھی گر ہے پاس تو ممکن نہین شفا | خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی
نکلے ہے کب کسی سے کہ اوسکی مژہ کی نوک | ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک | ہے [illegible] شمع [illegible] لگی ہوئی
بیٹھے ہین دل کے بیچنے والے ہزارہا | [illegible] لگی ہوئی
یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر | آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی
منھ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا | ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا | چھٹتی نہین ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

سمجھا [illegible] پہلے وہ الفت [illegible] | [illegible] ہوئے ہے لطف و شکایت [illegible]
لے [illegible] ذوق شکایت کو ختم کر | [illegible] شکایت نہین اے ذوق [illegible]

کھائی کوچے میں ترے آ کے جو سنگ طفلان — آئے مجنون کو ترے میوۂ جنت کے مزے

لگتی مرچیں ہی کبابوں کو ہیں کیا کیا شکر — دل بریان سے مرے سوز محبت کے مزے

صرف ہر زخم جگر تا نہو صد کان نمک — لوٹے کیا عشق میں اُس کان ملاحت کے مزے

ملت عشق میں ہو کاش تناسخ ہی سہی — کیا اوڑائیں ترے سر بازن شہادت کے مزے

دیکھکر اوسکو گیا عالم حیرت میں تو میں — لیک میں کیا کہوں اوس عالم حیرت کے مزے

سجدہ میں سے پا کہ خم ہو یہ ہے کس لطف سے مست — یون عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

غنچۂ خندان ہو نہ کیون کر کے زر اپنا برباد — کہ اوڑاتے ہی ہیں دولت کی ہیں دولت کے مزے

جان شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی — پوچھو فرہاد سے اس تلخی حسرت کے مزے

ابر و باران کے نہ کیون لطف اٹھائیں میخوار — کہ اوڑاتے ہیں گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہو نمک پاش جو ہنس ہنس کے وہ لعل نمکین — لے رہا ہے دل مجروح جراحت کے مزے

کیجو چھپا ڈالے جو محبت تو کہے سب کہ تجھے — دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

چاشنی عشق کا کامل ہو تو دینا — شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے

مرگی کوئی مزہ دنیا میں — پر مزید اے بتا دیتے ہیں غفلت کے مزے

سے کیا چاٹ لگائی دل کو — چاہتا ہو تو ہے لے لیکے جراحت کے مزے

اچھے ہون لاکھ ترے ظلم و ستم — جستجو لینے کے نہیں پہلی وہ عنایت کے مزے

پھر چچھا انعم کا انکو مبارک اے ذوق — دل نہ تھی کو ترہو یاد عشرت کے مزے

گری رغبت خلاف سے — لینا تھا کام منہ کا شکر میں نہ نمک سے

کب وہ گزرتے ہین سر اف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

چل بتکدہ مین شیخ بسر کر مہ صیام
مسجد مین تنگ بیٹھا ہی کیون اعتکاف سے

نالون نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین وہ چھرے
اس اپنے ناتوان کو پری کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ ننگا اگر فقیر
ہر تیغ تیز ننگ ہی اوسکو غلاف سے

گرمی ہی عشق سینہ شگافی مین عمر چرخ
اس کلک تیز نالہ گردون شگاف سے

گردش ہی اسکی چشم کی کیون پھر دل کے گرد
کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہین کہ نصیب کا ہے فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے

کہتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود
لیکن دوئی عیان ہے قلم کے شگاف سے

گلہا ے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

چاہین گر چارہ جراحت کا محبت والے
بیچین الماس و نمک سنگ جراحت والے

گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
تو یہ جانو رہے دوزخ ہی مین جنت والے

ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اوٹھین نہ ترے متوالے

رہے جون شیشہ و ساعت وہ مکدر دونون
کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہین دوا لب جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

حرص کے پھیلتے ہین پاؤن بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

ہاے رے حسرت دیدار مری ہاے کو بھی
لکھتے ہیں ہاے دوچشمی سے کتابت والے

نہیں جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے

ہے ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشا ہے کہ مثل مہ نو اپنا فروغ
جانتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

دل سے کچھ کہتا ہوں نہیں مجھ سے ہی کچھ دل کہتا
دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

تو جو آجاے تو ہو درد محبت کی دوا
پھرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلم آتشبار
میرے شرح تپش دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے

تو مرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزہ ترا بر سر بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو کچھ ہے ستم کینہ و بیداد غضب ہے
سرتا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہو جیسا استاد غضب ہے

بلبل پہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد و نالہ دیکھ یہ صیاد غضب ہے

ہیں دل غنچہ پریشان ہو ہوتے ہی شگفتہ
اس باغ میں ہونا ہی دل شاد غضب ہے

[illegible] سدا کو وہ ہے چشم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے

[illegible] دانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتے ہی تم کو کرے سب کی نظر شاد
پہلے ہی سے اس چاہ کی افتاد غضب ہے

اس بت کا تجھے حسن خدا داد نہ اسکو
رنجیب پہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے

ہوتا ہے پسند ایسی ہی آواز ہمیں آخر
کیا سوختہ جانوں کی بھی فریاد غضب ہے

توڑا اگر اک شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے

اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے
ہم چاہیں قضا سے اگر امداد غضب ہے

اللہ کرے خنجر سے سینۂ ناشاد دل کی
پھر آج وہ مستی کی بیداد غضب ہے

بھولا نہ تجھے قتل کیے عام میں قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوان شیاطین ہیں یہ مستی کی پندار
کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے

مرتے ہیں حوروں پہ تری طرح سے واعظ
ہم جسپہ ہیں عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سے رخ چرخ پہ بوندیں ہیں عرق کی
عاشق کی ترے گریہ و فریاد غضب ہے

ہے سرو تو پابند غم بے ثمری میں
کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے

غصہ ہے ترا قہر ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہی بیداد غضب ہے

ہے غصے ہنوز آتش بادیدۂ پر آب
اسکندر رومی کی بھی روداد غضب ہے

وہ کون ہے ستم ہے کہ جو دنیا میں نہیں ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ ستم ایجاد غضب ہے

قامت ہو ترا کیا ہی سہی سرو قیامت
طرہ بھی سر طرہ شمشاد غضب ہے

دن ہوش بھلا مردم ہشیار کے پل میں
آنکھوں کو تمہاری یہ فسوں یاد غضب ہے

سو فتنے ہیں پنہاں نظر لطف میں اسکی
یہ لطف نہیں ہے دل ناشاد غضب ہے

یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانہ رنگین	اے ذوق مگر شستی نہ پانقشہ ہے

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمیں تو غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدہ سے
ہمیں بتوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

دکھائی کیسی کیسی آفت جہان میں ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر دانیال کا سا نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال و قسمت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پہ اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل میں اسی پہ راحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ میں مر بھی جاؤنگا تو کہیں گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جب تلک لے کے آشنا سے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

سنے مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
روان مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت نہونگے واقف تپ درون سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

خط اوسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسیکا دہوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

کیا نظر تمکو ہے یارون سے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارون سے تو کہیے

حال دل بیتاب کہا جاے جو ہمسے
گر کہیے نہ لاکھون سے ہزارون سے تو کہیے

کیا کرتے ہو آئینگے سر خاک شہیدان
کچھ فتنے اوٹھائے ہون فرارون سے تو کہیے

پھر تم نہ کہین حضرت عیسی اگر اونسے
کہیے ہی تم عشق کے مارون سے تو کہیے

کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہے تو تپ غم کے بیچارون سے تو کہیے

موقوف ہے گر دل کا نشانہ آن و ادا پر
تو پہلے کچھ ان میرشکارون سے تو کہیے

ان دانتون کو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمتاب
موتی نہین کچھ مال ستارون سے تو کہیے

شانے کا دل چاک پسند آپ کو آیا
کسواسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہیے

کیون تنگ ظرف سے او ذوق کبھی کہ
کہہ کہ اُسے سنتا ہو ہزارون سے تو کہیے

یہ اقامت نہین پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زوال دنیا ہی عجب طرح کی علامہ دہر
مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو
تہمت اوس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے

بڑھتی جاتی ہے جو شوخی ستم اوس ظالم کی
کچھ شکایت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دیتی حسرت ہے کسی زہر بھری آنکھ مری
نہیں احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے

وصل دم زخم پہ اک زخم ہو دم لینے کی
تجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے

تپ دلِ شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے ذوق
کان اونکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

ڈرے جو موت سے کہ عاشق بیان کبھو کرتے
مسیح خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تری تیروں کو آب پیکان سے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑین گے
تو گل کبھی نہ تمنا سے رنگ و بو کرتے

یقین ہے صبح قیامت کو صبوحی کش
اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سیے ہے دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے

عجیب تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈیئے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہو واہ ہین جسپہ ناز ہے

اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیان دلِ بیمار غم کی دیکھ
وہی وہ خراب ہے جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہون خنجرِ ادسکا نہ سجا ہو کے آب
میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے

پہونچا ہو شب کمند لگا کر وہان رقیب
پیچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے

اوس مست پہ گر خدا ابھی عاشق نواز کی رشک
ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مداح خال روے بتان ہون مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق نا سبب نہین کچھ کیون نہ راز عشق
ہر نالہ اک کلید درِ گنج راز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار رہو تم
تو ڈبو دو انھین دریا مین سفینا بھر کے

نہین پروین کہ ہین خوشۂ پروین مین ملک
لائے اوس عارضِ روشن سے پسینا بھر کے

رہ رہ اوس گلشنِ رخسار سے لیجاتی ہین گل
اپنے دامانِ نگہ مردمِ بینا بھر کے

خم پُر جوش کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بھر کے

جام خالی ابھی لگا منہہ سے نہ کم ظرف کو ساتھ
ذوق کو ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہین مژگانِ پر خون خار غم تجھے دلنشین نکلے
جنون نے نشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے

عدو کی نیش زن کے گھر سے بیرا مجبین نکلے
الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے

چھٹے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون کہ گندم پر
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلدِ برین نکلے

تری انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا
تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے

پری جا کر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین
تو خالی خاک آدم سے نہ جیتا پھر زمین نکلے

خدا دے دوربینش اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھون کام اس دور کے بے دوربین نکلے

تصور اوس لبِ شیرین کا آجاوے اگر دل مین
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مرے دل مین جو حسرت ہو نکالو نہین کہان اوسکو
نہ وہ زیرِ فلک نکلے نہ وہ زیرِ زمین نکلے

تمنا کرتے تھے ہم شعرِ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یارِ خرابات اپنے نکلے ہمنشین نکلے

ہم تمسا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

غنچے ترے غنچہ دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شبِ وصل مین ہم اوسکے جو بوسے
وہ لب پہ جو ہر تنگ مسی کو نہین پاتے

ہین ایسا کہین گم ہون کہ یارانِ عدم بھی
گم ہو کے مری گم شدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین دل وسکو دہن ہو کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس سرِ خفی کو نہین پاتے

نبضِ [illegible] سے کہان میری نہ طوفان چلتی
ہے یہ ضعف اب تو کہ چیونٹی بھی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرسِ ناقۂ لیلیٰ کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنون چلتی

کھولدے آنکھین دمِ ذبح نہ دیکھونگا تجھے
پر چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی

جیسے مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمراہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہے لیلیٰ
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری بھی وان گردشِ گردون چلتی

عمر سے کرتی ہے ۲ دم سے تیز رفتا [illegible]
جسکو تو سانس کہے ہے دلِ محزون چلتی

چلتی گو دیکھے ہے ساحل کو سوار کشتی / پر حقیقت میں ہے کشتی سے جیحون چلتی

ذوق گلدستہ کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے / کہو اب باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی

فرے یہ دل کے لیے کچھ نہ تھے زبان کے لیے / سو ہمنے دل مین فرے سوزش نہان کے لیے

نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے / کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جان کے لیے / ستم شریک ہوا کون آسمان کے لیے

فروغ عشق سے ہے روشنی جہان کے لیے / یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے

صبا جو آئی خس و خار گلستان کے لیے / قفس مین کیونکہ نہ پھڑکے دل آشیان کے لیے

سدا تپش پہ تپش ہے دل تپان کے لیے / ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کے لیے

حجر کے چومنے ہی پر ہے حج کعبے اگر / تو بوسہ ہے تو بھی اوس سنگ آستان کے لیے

نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے / عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے

جو پاس مہر و محبت کہین بیسان بکتا / تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے

خلش سے عشق کی ہے خار پیرہن تن زار / ہمیشہ اس تن بے پیرہن ناتوان کے لیے

تپش سے عشق کی یہ حال ہے مرا گویا / بجائے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پہ کسطرح سے نہ برسے نور / کہ جان دی تہ ابرو عرق فشان کے لیے

الہی کان مین کیا اوس صنم نے پھونک دیا / کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ اذان کے لیے

نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان / اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جل کے خاک ہوے / رہا ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے

نہ لوحِ گور پہ مستون کے ہو نہو تعویذ — جو ہو تو خشتِ خُمِ مَے کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس — بہشت ہے ہمین آرامِ جاودان کے لیے

وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار — لگاتے پہلے مجھی پر ہین امتحان کے لیے

صریحِ چشمِ سخنگو تری کہے نہ سکے — جواب صاف ہے پر طاقت و توان کے لیے

مثالِ نے ہے مرا جبتلک کہ دم مین دم — فغان ہے میرے لیے اور مین فغان کے لیے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ — تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم — شکستِ توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے

وبالِ دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن — لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے

بیانِ دردِ محبت جو ہو تو کیونکر ہو — زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین — بجا ہے ہول دل اونکے مزاج دان کے لیے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزوِ ضعیف — اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے — وہ کعبتین چھوڑ کے کعبے کو جا چکے

کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی — پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے اوسکا قیامت سے کم نہین — مرتے ہین انتظار مین ہم اک روز آ چکے

پھر اب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوشِ جان — ساقی پیالہ منہ سے ہم ابتو لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا — بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آ رہا ہے جسکا وعدہ اونھین تو کب — جب بات کو وہ پاؤن نہین مہندی لگا چکے

جبتک کہ سر پہ سایہ تھا ہم سر کے ہو سو ہو
ہم اپنے سر سے پائے محبت اوٹھا چکے

کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی آکے لگا
قصہ تمام عمر کا اسے پڑھا چکے

اے خاک سے ہیں ویسے تو کیا اس نظر میں
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے

بار آیا دیکھنے سے نہ آتش رخون کے دل
سو بار آپ اسے آنکھیں دکھا چکے

حاجت نہیں ہے نیر سے شہیدونکو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خون میں نہا چکے

تم بھولکر بھی یاد نہیں کرتے ہے غضب
ہم تو تمھاری یاد میں سب کچھ بھلا چکے

کیا تجھسے نسبت دل وجان پوچھتا ہے تو
دونوں ہیں اک نگاہ پہ اے دلربا چکے

بیکار و آج خوب چلو میکدہ کو ذوق
چھوڑو وہ کہیں وظیفہ بہت سے پڑھا چکے

ابرو تو سہو ہما تا کوئی ہے سیکھ جائے
برق سے شطر تلملانا کوئی ہے سیکھ جائے

تیر پیکان جتنے تھے دلمین سے ہمنے نکال
اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہے سیکھ جائے

دیکھ کر قاتل کو بھر لائے خراش دل میں خون
سچ تو یوں ہو مسکرانا کوئی ہے سیکھ جائے

خط میں لکھوا کر او نہیں بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہے سیکھ جائے

تیغ تو اونچی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہے سیکھ جائے

جب کہا مرتا ہوں وہ بولے مرا سر کاٹکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہے سیکھ جائے

وان بلا ابرو یہاں گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہے سیکھ جائے

سنکے آواز انکی آخر خود رفتہ ہو جاتے ہیں ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہے سیکھ جائے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا کر لیا ہمکو قتل
تیورونکا تاڑنا کوئی ہے سیکھ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو ہم
کیا سکھائیگا سکھاتا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کیا ہوا آ ذوق ہیں چپ مردمک سیہ سا وہ
لیکن آنکھو میں سماتا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخم کاری سے

گزرتی ہے دمے بیں زندگی غفلت شعاری سے
مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے

زبان کھولیں گے مجھپر بدزبان کیا بد شعاری سے
کہ میں نے خاک بھر دی اونکے منہ میں خاکساری سے

ہو تا گر وہ شوخ خودنما سرگرم آرایش
اوٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے

خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دمشماری کی گئی شب اختر شماری سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنے دامن کی تری
اگر پرہیز کی پوچھے کہوں تا پرہیزگاری سے

کبھی جو سر اوٹھایا ہے تو جون اشک سرمژگان
زمین کو جائیگا سر جھپک کے اپنا شرمساری سے

قفس کو لے اوڑیں اوسپر اسیر مضطرب ہیں
خبر گل کی سنی اوڑتی ہے گرباد بہاری سے

نہیں جاتے اوٹھائی ناز کاش اونکی عوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل وہ چار بھاری سے

لگی بھی گر زمین سے پیٹھ تیری تفتہ جانوں کی
تو مثل برق اٹھ بھاگینگے پھر وہ بیقراری سے

نہیں آتا نہ آئے تم اے ذوق اس ستمگر کو
بلا سے خوش تو ہوتا ہے وہ میری آہ و زاری سے

زبان پیدا کروں جوں آسیا سینہ میں سنگ کی
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریبان سے

اوڑائے خوب گلچھرے مثل مجنون نے زندان سے
کہ ہر سو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر چشم فتان سے
اگر اٹھا بھی اشک سپر آیا وہ اوسکو مژگان سے

شرارے منتشر نکلے یہاں تک سنگ طفلان سے
کہ چھپکے ہے سر مجنون پہ بجلی سنگباران سے

یہان تک ناتوان ہین ہم گزر جائین اگر جان سے | اوٹھائے مور لاشے کو ہماری دست مژگان سے
اسی باعث سے دانہ تلخی کو فیروزہ دیتے ہے | کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے

ناتمام

جو خانۂ ہستی مین ہے انسان کے لیے ہے | آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لیے ہے
زلفین تری کافر انھین دل سے مرے کیا کام | دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیے ہے
کیونکہ نہ سخن سے ہون گرفتار تفکر | ہان قید قفس مرغ خوش الحان کے لیے ہے
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید | زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
اپنون سے نہ مل اپنے ہین اپنے ہو نکلے دشمن | بھرتے ہین بھری آگ نیستان کے لیے ہے

دیگر

چنی تو نے افشان جو اس مہ جبین سے | ستارون مین کیا کیا چنان او چنین ہے
نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزین ہے | نہین یہ بھی معلوم ہے یا نہین ہے
یہی گر تری چشم سحر آفرین ہے | تو نہ دل نہ جان ہے نہ ایمان نہ دین ہے
نہ چھوڑے گی جیتا تجھے چشم قاتل | یقین ہے یقین بلکہ عین الیقین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر | مرا عشق کم حسن چہ بالانشین ہے
پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری | کہین ہون کہین دل کہین جان کہین ہے
ہنسی ہے جو کچھ رنجش آمیز ان کی | تو موج تبسم بھی چین بر جبین ہے
وہی پاس سے ہے اودھر بدگمانی | لیے پھرتی مجکو کہین سے کہین ہے
نہ لک آہ کی زخم سو سو اوٹھائے | تجھے آفرین ذوق صد آفرین ہے

پیشوائی کو بڑھے گر کشش دل آگے
دوڑے مجنوں کی طرف ناقۂ محمل آگے

جا تو اس سطح سے اوس کوچہ میں پامال وہم
دل سے ہم آ گئے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

گرچہ ہوں وادیٔ عقل سے پڑے لاکھوں کوس
لیک ہے گم شدگی کی ابھی منزل آگے

تجھسا ناقص بھی غنیمت ہے اب تو تیں ذوق
کاملیت ہے کہاں ہو چکے کامل آگے

تو آنکھ میں نہ نشۂ وشبا لہ زار دے
مفتوں چشم کو وہیں اک وار مار دے

چھلا نہیں تو چھلے کا گل اسے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
ہاں وہ نہیں جنہیں ترشی اوتار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جاں نثار دے
مٹی ٹھکانے جب ترے دل کا غبار دے

جولاں سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمۂ چشم ماہ میں میرا غبار دے

ایسا نہ ہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یوں فغاں دل امیدوار تجل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

لے دام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
وعدے پہ روز حشر کے پر کون ادھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردوں کا اپنے اشک
کیوں کوڑیوں کے بدلے دُر شاہوار دے

پیشے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصد خوں کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھ مت راہِ وفا اُس نگہِ پُرفن سے
رہنمائی کی نرگسِ چشمِ دلا رہزن سے

میں گرانبارِ محبت مرا خون بھی ہے گران
جی دھڑکتا ہے تری نازکیِ گردن سے

ہوگیا کاغذِ سوسن زردہ سینہ سارا
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سرِ سوزن سے

گر جھکے تیغ تری سر ابھی حاضر ہے کہ ہم
اسپہ مرتے ہیں کہ تعظیم تو لی دشمن سے

چھوڑ کر گھر تری ہاتھوں سے نکل جائیں کہاں
تنگ ہمسایوں کو اے ذوق نکر شیون سے

فلک تو ٹیڑھا ہو کے صبح سے تا شام چلتا ہی
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ہمیشہ دورِ عشرت ہی جو تم ہو اہلِ کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرامِ جان و دل
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے

ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہِ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گزرا جی کو گھبراتے ہوئے
موت آتی ہے اجل کو یاں تلک آتے ہوئے

آتشِ خورشید سے دیکھا نہیں اُٹھتے دھواں
آگئے ہو بام پر تم بال سُکھلاتے ہوئے

وہ نہ آئے رات ہمکو ضد سے بختِ خفتہ کے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

چاک کرتا ہے نظر پیراہنِ صبحِ بہار
کس شہیدِ ناز کو دیکھا ہے کفناتے ہوئے

سبکو دنیا کی ہوس خوار لیے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لیے پھرتی ہے

گھر سے اپنے نہ نکلتا کبھی یہ خورشید
ہوسِ گرمیِ بازار لیے پھرتی ہے

کردیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھ میں تلوار لیے پھرتی ہے

اسلیے اکبار نہ چھوڑا تھا جان دان مجھکو
بیقراری ہے کہ سو بار لیے پھرتی ہے

وہ مہرِ طالعِ اختر کی ہو دو افزون گردش
کہ فلک کو بھی نگونسار لیے پھرتی ہے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار
جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کرین جو کام نہ بے دل لگے چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ
ہم کیا رہے یہان ابھی آئے ابھی چلے

تمہین کہان جو تابِ رخِ سیم تن مین ہے
پردہ سا عنکبوت کا سقفِ کہن مین ہے

دم کو ہمارے سینہ مین اک دم نہین قرار
یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئی مجھ پہ دیکھیے کس کس کے نام سے
اس ننگ سے عقیق کا دل خون مین ہے

رنگین سوا ہے اسکے گلِ نوبہار سے
اگلا جو برگِ زرد کوئی اس چمن مین ہے

وہ دل کہ جو نہ لا سکے چینِ جبین کی تاب
زنجیرِ شکنجہ زلف شکن در شکن مین ہے

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذرا ہوئے
شکر تھے لب پسینے سے شکر تری ہوئے

جلجائے خاک وحشیِ چشمِ بتان پہ گھاس
لیکن ہرن کھڑے ترے بن ٹھہرے ہوئے

دکھلائے ہنستے لیکے جو اپنے درِ سرشک
قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے

ہم پہنچے ہی جہان سے معدوم ہو گئے
اپنی نظر سے کم سببِ لاغری ہوئے

اک خالِ زیرِ زلف سے ظاہر ہے لیے
اے ماہ سو طریقہ بد اختری ہوئے

رسوا انہوں نے کرتے نہ گر جیبِ سینہ چاک
ہم آپ اپنی باعثِ پردہ دری ہوئے

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض
دل دیکھے ای صنم تجھے سب سے بری ہوئے

ثبت اوس بیاض چشم مین ہین خط سرمہ کے
جو انتخاب نسخۂ افسونگری ہوئے

طالع ہوے نہ اپنی سعادت سے بہرہ یاب
گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئے

ای ذوق آج سامنے اوس چشم مست کے
باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوئے

ناقص کا صفا کیش ہے مطلب نہ بر آئے
جو کور ہو عینک سے اوسے کیا نظر آئے

فردوس مین ذکر اوس لب شیرین کا گر آئے
پانی دہن چشمۂ کوثر مین بھر آئے

ممکن نہین کم ہووے تپ سوز محبت
جون شمع تجھے لاکھ پسینا اگر آئے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندریان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ایک کلک آب داہی ہے شرح غم کے واسطے
کون تیرہ واسطی ڈھونڈھے قلم کیواسطے

سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے
پھر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کے واسطے

نعل شکل مہ نو جب ترے توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے

بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتون کو لگے
ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

آشیان ہو جو مرغان ہوا کا برباد
بند کرنے ترے دیوار کے روزن کو لگے

متفرقات

یہی اسطرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی
شرابی ہو گئے تائب جسطرح ہو جاسے تریاکی

مطلع
ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہوتی
ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہوتی

مطلع
مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے
مرہم سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میرے

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا مین پڑے — مطلع — تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا مین پڑے

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی — ایضاً — چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

پئین سے آشکارا ہمکو کسکی ساقیا چوری — ایضاً — خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت مین رل گئی — ایضاً — جو کچھ کہ تھی مُرادِ محبّت مین رل گئی

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے — ایضاً — ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

لحد کو چاہیے یون پیر پشت خم دیکھے — ایضاً — سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

پھرتے ہین کبھو پڑھے سودے مین ملک و جاہ کی — ایضاً — طفل مکتب رہتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

پاک رکھ اپنا دہن ذکرِ خدا سے پاک سے — ایضاً — کم نہین تیری زبان منھ مین تری مسواک سے
جب بنے تیرِ حوادث کی کمان افلاک سے — خاک کا تودہ بنایا میری مُشتِ خاک سے

داغ عشق لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے — ایضاً — عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے — ایضاً — دوزخ بھی ہو تو انکے جلون پہ آگ رکھے

یان کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے — ایضاً — جو تو مانگے گا تجھے دونگا خدا وہ دن کرے
ذوق کہتا تھا کرونگا جمعہ کو حُب کا عمل — کوئی اوسکو یاد دلوا دے ہوا وہ دن کرے

ہوس ہین کعبے کے کیون شیخ بتخانے سے گمراہ ہے — ایضاً — یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ ہے

گر درد سے کھوتا دلِ مضطر ہے کسی کے — ایضاً — پانی دو پلا وار کے سر پر سے کسی کے

تم بیٹھے بغل مین جو رقیبِ دغلی کی — ایضاً — کی گرم بغل ہمنے بھی گورِ لعلی کی
اے ذوق تک نور مین آمیزشِ ظلمت — کیا کام تبرے کو محبت مین علی کی

مقابل اوس رخ روشن کی شمع گر ہو جاے
صبا یہ دھول لگائے کہ پھر سحر ہو جاے

ہمارے سینہ میں وہ آہ آتشین ہو ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

بلا سے ہووے مرا مرغ نامہ بر بھو ترا
کہ اوسکو دیکھکے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے

ہر ایک شعر مین مضمون گر یہ ہو میرے
مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

اوٹھاتا عشق مین کیون ہے دل ناداں جھکون ہے
ابھی تو مال جو کھون ہو پھر آگے جان جوکھون ہے

ہمیشہ کام تھا مجنون کو تو صحرا نوردی سے
بسایا خانۂ زنجیر ہمنے پا ئمردی سے

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے
مطلع
کہ مین سرمست ہون وحشت کی وہ یون ہی اک سیلا ہے

خاک اوڑا تا دشت مین گر ترا سودائی پھرے
پھر بگولا ہے تو کیا آندھی بھی بولائی پھرے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہی مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

فرہاد ضرب تیشہ سے ہو سخت ضرب غم
سچ پوچھیے تو چوٹ ہمین نے کڑی سہی

تم دو گھڑی کو آؤ تو مین لب پہ جان کو
ٹھہرا رکھون کہ اور بھی یان دو گھڑی سہی

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق مین اے ذوق
گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے

جو کوئی آبلہ پا ہے مو بھی ہے تو یہان
ترے ڈبونیکو وہ بھی تنور طوفان ہے

کیا کہون اوس برہمن پیشہ کو دل لیے ہین ہے
ایک طعمہ مچھلیان دو کشمکش آپس مین ہے

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیز و تا قدر لیلی کے دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی

کہان ہم اور کہان غم تجھسے ہمکو کچھ غرض مطلب	مگر اے حضرت عشق آپ نے یہ مہربانی کی
مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے	کہ پہلے صبح کاذب یان ہے پیچھے صبح صادق ہے
راتون کو نہ ہو حق کر اے شیخ مناجاتی	سوتے ہوے چونکینگے رندان خراباتی
قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان شدت ہے	پارہ پارہ دل ہے جسمین تو وہ تو وہ حسرت ہے
اے ذوق بس آپکو صوفی جناب سے	معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوے بغل مین صراحی شراب کی
کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے	غنچہ سے یہ کہدو کہ چٹک جاے چمن سے
ڈالکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے	کرتے ہین قہقہا ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
ہم ہین غلام اونکے جو ہین وفا کے بندے	اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے
تو بھلا ہے تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق	ہے برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	کیون برا کہنے سے تو اسکے برا مانتا ہے
بیمار غم جو اوسکا لکھا کر نہین دیکھے	خوش خوش وہ قبر ہی کی جاکر زمین دیکھے
آئے نسیم نے گھر کی تو نے پھر جانے کی ٹھانی	ہو جاؤن چمن تہ کیونکر یہ تو بری آشنائی
کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے	حسرت اون غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
آج تنہا خفقانی سے پڑا گھر مین پھرے ہے	کل کسے ہو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے
ہم اور رقیب آپ جیا جاؤن ہم نہونگے	ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے
کون سے دن تیغ تیز نہ رہی	تجھ پہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی

کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہے | فرد | عشق کے ہاتھوں سے ہوجاتا اسیر چاہ ہے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مرجائینگے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

آگ دوزخ کی بھی ہوجائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرق شرم مین تر جائینگے

ہم نہین وہ جو کرین خون کا دعوی تجھسے
بلکہ پوچھیگا خدا بھی تو مکر جائینگے

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤن
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھکے ڈر جائینگے

ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوے ہین ملا
انکو میخانہ مین لے آؤ سنور جائینگے

لاشے کو پھینک دیجیے میرے کہ دفن کیجیے
مردہ بدست زندہ ہو جو چاہیے سو کیجیے

معلوم ہوا بینی و ابرو بتان سے
اک تیر ہے گویا کہ چلا ہے دو کمان سے

دل پھیکو نکر نکالے چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہی سیکڑون فرسنگ سے

او تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہین
اس دل بیتاب و جان مضطر کے ڈھنگ سے

دل بسکہ باریکی کہ گویا اوسکا ہر تار سخن
جنتری مین کھنچکے نکلے ہو دہان تنگ سے

ذوق زیبا ہو جو ہو ریش سفید شیخ پر
وسمہ آب تنگ سے منہدی ہو گلرنگ سے

ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسون کے اثر سے کھیلے
دہان گیسو کا تیرے مارا نہ منھ سے بولا نہ سر سے کھیلے

گاہ تھی خلق اس در پہ حیران پڑی آواز نہ تھی
گاہ یہ غل کہ سنائی دیتی کان پڑی آواز نہ تھی

بیقراری کا سبب ہر کام کی امید ہے
ناامیدی ہو تو پھر آرام کی امید ہے

مری طاعت سوا تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے
ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

وہ ہوں میں پر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
عذر دوزخ کرے جسکی شرار سنگ تربت سے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیوں نالاں ہے یہ کہدوں
محبت سے محبت سے محبت سے محبت سے

اگر اٹھے تو اٹھے وہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگایا جی کو اپنے روگ جبسے دل لگا بیٹھے

دل کہاں سیر و تماشے پہ مرا لگتا ہے
جبکے لگ جانے سے جینا بھی برا لگتا ہے

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی
کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

عیاں ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل ہے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانند فلفل ہے

ستم گہوارہ بھی تختہ کشتی طوفان زدہ آسا
وہ ہوں جوں طفل اشک آفت رسیدہ میں لڑکپن سے

کوئی ان تنگ دہانوں سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کریں منہ سے شکایت نکرے

عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا
ڈر ہے کافر کہیں دعواے نبوت نکرے

درد دل سے لوٹتا ہوں میں اسکو درد ہے
ہو نہیں لفظ درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی
آپکی یوں ہی خوشی ہے مہربان یوں ہی سہی

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

ساتھ تیرے ہم بھی جوں سایہ مقرر جائینگے
آگے جائیں پیچھے جائیں جائینگے پر جائینگے

ابر رحمت ہے پیچھے اسکے ہم لگا دی تو جھڑی
کہتے ہیں جائینگے وہ دیکھیں تو کیونکر جائینگے

ناتمام

ہم تو نکلے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
پر پڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر
ہم بھی نالہ اس دل بسمل سے کھینچے جائینگے

قفل صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

جا ہے ہے زیر مغیلان ترے دیوانون کی
مدتون چھان چکے خاک بیابانون کی

اوڑائے طرز نالہ کے جو اکدن تیری محزون سے
سوا تبتک دیکھلو منقار طوطی سرخ ہے خون سے
نہ شب آنکھون مین خواب آیا خیال خال مشکون سے
رہے بیدار ساری رات ہم اک حسب افیون سے
اثر ہو نالۂ بیدرد مین آشنا تو اے بلبل
کہ ٹپکین جاے شبنم اشک انجم چشم گردون سے
یہ عالم ہو وہ خمخانہ کہ جسمین دور گردون نے
عمل حکمت کیے گلتے ہی خم خاک فلاطون سے
ترے مجنون کو تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ
کرے ہے پیرہن دو ایک برگ بید مجنون سے
اوڑائین یون جادوگر بلا سے ہم نہین ڈرتے
پر اپنا دم ہوا ہوتا ہے اوس چشم پر افسون سے

کرتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جو چھوٹ کے
چھوٹے تو بیٹھے بھی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہو ذوق قید سے ہستی کی چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھوٹ گھوٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے
جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے
پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اولٹی
برگشتہ جو قسمت ہے مری بخت نگون ہے
دل کرتا ہے اوس کوچہ کا جب قصد تو لیتا
طائر کی جگہ رنگ پریدہ نگون ہے
قائم ہے بنا درد کی فریاد سے میری
جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

مری سینہ زنی کا شور سنکر
پھٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے

اوٹھایا گاہ اوسکا سے بٹھایا
مجھے بیتابی و بیطاقتی نے

کہا جب دل نے تو کچھ کھا کے سورہ
بہت الماس کے توڑے نگینے

نہ ٹوٹا جان کا تا لب سے رشتہ
بہت سی جان توڑی جانکنی نے

بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی
طلوع صبح سے منہ روشنی نے

کہا جی نے نجھے یہ ہجر کی رات
یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے

لگے پانی چوآنے منہ مین آنسو
پڑھی یسین سرہانے بیکسی نے

گھڑان عمر کے تھوڑے سے باقی
لگا رکھے تھے میری زندگی نے

کہ قسمت سے قریب تھا یہ میرے
اذان مسجد مین دی بارے کسی نے

بشارت مجھکو صبح وصل کی دی
اذان کے ساتھ ہین فرخی نے

ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر
کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے

موذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق
کہ تو او کفر کے اودھر سے اودھر ہوا پیوست

گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری
کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست

کہا یہ اسنے کہ قید حیات مین انسان
کبھی نہ ہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست

اوٹھا ہی ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان
کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست

چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی
تو سلسلہ مین فقیری کی پھر ہوا پابست

رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید میں برسوں
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست

اگر ایک عمر میں پہونچا مقام اعلیٰ پر
کہاں یہ شوق سے ہو ہمت بلند نہ پست

جو دستگاہ تصرف میں بھی ہوئی اوسکو
تو یہ ارادہ رہا او رہی ہوں بالا دست

ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
کہ نفس دشمن سرکش ہوا اوسکو دے شکست

جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند
پھنسا ہوا ہو وہ کیفیتوں میں گر بدمست

نہیں ہے دام علائق سے مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکل جاوے کوئی کر کے جست

کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
گیا زبان سے نکل وہ کہ جیسے تیر از شست

کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد
بپرید ز ہمہ باحسد اگرفتار ست

رباعیات

کیا جانیں گے اے ذوق بشر خاص و عوام
اعلیٰ جو علیؑ کی ہے امامت کا مقام
ہو ایک جو منِ اول میثاق میں تھے
پوچھے کوئی اوس سے کہ وہ کیسا تھا امام

رباعی

سبطین نبیؐ یعنی حسنؑ اور حسینؑ
زہرا و علیؑ کے دونوں وہ نور العین
عینک ہیں جو تماشائے دو عالم کے لیے
اے ذوق لگا آنکھوں سے اونکے نعلین

رباعی

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

رباعی

دل اپنا غم دہر سے تو کر نہ اوچاٹ
جس طرح کٹیں روز مصیبت تو کاٹ
اے ذوق فلک آپ ہے بارہ حصے
شورا ہو نہ کیوں زیر فلک بارہ باٹ

قطعہ

جبتک تھے گرہ مین احمقون کی پیسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے ای ذوق
سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے

قطعہ

اے ذوق کریگا کوئی دنیا کیا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا
دنیا ہے بڑی بلا اسے کیسا ترک
جبتک نہ کرے آپ اوسے دنیا ترک

قطعہ

اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا
تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست
اکرم نہ ترا صرف مناجات ہوا
جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

قطعہ

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہوجاے
دیکھا اسے جو وہ روے کتابی ای ذوق
صوفی اوسے دیکھکر شرابی ہوجاے
سب مدرسہ کافر کتابی ہوجاے

قطعہ

ان آنکھون سے روے لالہ گون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ ہمنے ای ذوق
اور انکو پر از سرشک خون بھی دیکھا
یون بھی دیکھا جہان کو وون بھی دیکھا

قطعہ

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائینگے
جب آئے تھے روتے ہوئے آپ آئے تھے
ہم کیا کہین کیا آئے تھے کیا جائینگے
اب جائینگے اور ونکو رولا جائینگے

قطعہ

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال
جسطرح سے کہ سفہا دیتے ہیں گو بیہودون کے
دیکھتا ہون یہ ایسے ای ذوق ہین ونکا احوال
نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر اقوال

اشعار متفرقات مثنوی

چاہیے نام اوسکا اے خامہ
فلک اوسکے نمونہ قدرت کا
زینت نامہ زیب سر نامہ
یک قلم دان ہزار صنعت کا

رخِ قرطاس کو صفائی دی | اور سیاہی کو روشنائی دی

دیا قمری کو مصرعِ نالہ | مصرعۂ قدِ سرو پر یا اللہ

کی عطا تو خطون کو کلک ادا | کیا عاشق کو شست مشق جفا

ساقیا جلد اوٹھ درنگ نکر | عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نکر

طاق سے تو اوتار دے شیشہ | طاق پر رکھ کتاب اندیشہ

شیشۂ مے کی یہ دراز زبان | اور پھر یہ ستم کہ بے دہان

مین ہون مانند ساغرِ لبریز | جان بلب جان لب کو کیا پرہیز

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے | پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے

کردے یان تک مجھے نشے مین چور | ق | تا کہ مانند خوشۂ انگور

دل کے سارے پھپھولے پھوڑو نہین | نکتہ باقی کوئی نچھوڑون مین

شبِ ہجران بسر نہین ہوتی | نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

بسترِ رنج و کنج تنہائی | رات کیا آئی اک بلا آئی

شام سے حال ہے یہ صبح تلک | نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بولتے سحر کے طیور | کیا شفق نے کہا دیا سیندور

جان بیتاب جیسے بیکل برق | وہ بھی گرمِ رہِ فنا کا برق

نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری | ایک فرقت ہزار بیماری

دل سے رخصت ہو تاب طاقت کی | بیقراری نے استقامت کی

ہوس سیر باغ ہے کسکو | دل ہے کسکو دماغ ہے کسکو
کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر | سگ دیوانہ بن گیا ہے گھر
ہوچکی دل کی اپنے عشق میں خیر | رہیں دریا میں اور مگر سے بیر
ماہ دیہیمہ بلکہ دشمن مہر | ہر ستم میں شریک ستم سپہر
فتنۂ استاد نرگس فتان | گرد مژگان ہجوم شاگردان
شرح تعالی اللہ زہے حسن شانے | قدوہ سبحان ربی الاعلی
زلف جنبان مثل صبح کی براقی | کرے مشائیون کو اشراقی
گویا تسبیح نوشتہ ہے کسی | لبیک جاری زبان ہر موے
مچھلی بازو کی ماہی ذوالقرنین | غوطہ زن بحر خون سے مردم ہین
کمر نازک آہ سے دل زار | رشتۂ کار وحدت کثرت دشوار
رنگ پان لعل روح افزا ہے | خون ثابت کرے ہے سیحون پر

قطعۂ خاتمہ

کیا وہ دنیا جسمیں ہو کوشش نہ دین کے واسطے | واسطے والے کبھی کچھ ہے سب دین کے واسطے
ذوق عاصی ہے تو اسکا خاتمہ کیجیو بخیر | یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کے واسطے

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

واہ وا کیا معتدل ہے باغِ عالم کی ہوا / مثلِ نبضِ صاحبِ صحت ہے ہر موجِ صبا

پھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم بادِ بہار / بنگیا گلزارِ عالم رشکِ صد دار الشفا

ہے گلونکے حق مین شبنم مرہمِ زخمِ جگر / شاخِ بشکستہ کو ہے باران کا قطرہ مومیا

ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق / لالہ سے داغِ سیہ پانے لگا نشو و نما

ہوگیا زائل مزاجِ دہر سے یانتک جنون / بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا

ہوتا ہے لطفِ ہوا سے اسقدر پیدا لہو / برگ مین نخل کے سرخی ہو جون برگِ حنا

پالی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین / زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاجِ بلغمی مین ہوتی ہے تولیدِ خون / چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا

تام کو اشیا مین نہ تلخی رہی سمیت / بنگئی تریاک افیون زہر میٹھا ہو گیا

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم / نیش کی جا نوش حنظل دیوے شربت کا مزا

نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور مین / کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا

راحت و آرام کا ازبس زمین ہو دور دور / چاہیے واقف نہو دوران سر سے آسیا

ہو تیا بند آنکھ مین اپنے جو رکھتی ہے صدف / اب رکھی ہے روشنی مثلِ دلِ اہلِ صفا

آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج / تا زبانِ خامہ بھی آتا نہین حرفِ دوا

نسخے پر لکھنے نہین پاتا ہوالشافی طبیب / کہتا ہے بیمار بس کر مجھکو ہے بالکل شفا

مطلع

آج ہے عالم میں وہ روزِ سعادت انتہا — جشن اگر ہو باغ و زمین پر تو ہو پیدا نما
گو وہ جانبخش صحت ہے ترا ماء الحیات — جس سے جوں سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا
ہو فزا سے عمر سے تیری بقا سے عمرِ خلق — ذات ہے تیری جہاں میں چشمۂ آبِ بقا
قطرہ افشانی سے آبِ غسلِ صحت کی ترے — ہوں دُرِ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا
ہو وہیں استعمال یاقوتی میں وہ موتی اگر — بخشتے پیرانِ کہن کو نوجوانوں کے قویٰ
جسم کو مل مل کے دھویا تو نے جب وقتِ غسل — گردِ کلفت کو دلِ عالم سے گویا دھو دیا
دل عدو کا سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت — زیرِ پا پامال ہوتا تھا بہ رنگِ سنگِ پا
خوردۂ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے — ہو گیا ابرِ بہاری نذر دینے سے بہا
شادیِ صحت کا تیری کیا کہوں عالم کہ آج — جوشِ عشرت سے ہے عالم لبالب عشرت سرا
پھولتی ہے شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم — بزم میں پیدا ہو تارِ سازِ مطرب کی صدا
لب پہ ساغر کے ہے یوں موجِ تبسم صبح کو — شورِ قلقل لب پہ ہے مینا کے تیرے قہقہا
بزم تصویرات فانوسِ خیالی کی طرح — حلقۂ رقاصگاں ہے زیرِ گردوں جابجا
کر رہا صحنِ چمن میں ہے کیا طاؤس رقص — آشیانے میں ہے رقصاں طائرِ قبلہ نما
خانہ ہائے چشم میں بھی پتلیوں کا رقص ہے — ہے جو شعلورِ نظر اس کو تماشا رقص کا
چھوڑتی آتشبازی ایسی کی گلکاری کو دیکھ — رات کو کہتے تھے اُس میں ثریا و سہا
صنعِ آتشباز پہ حیرت زدہ ہوتی ہے عقل — سنگ سے پارس کے کھیلا ہے وہ کیسا تماشا

کبھی میں نفئ حقائق میں تھا سوفسطائی
کبھی میں معتزلی باعث رد رویت

کبھی میں جبری و تجویز عقل و تدبیر
کبھی میں قدری و مختار بقدر طاقت

گہ ملاحدی کبھی تھا بہ کلام الحاد
گہ وجودی و شہودی کہ بیان وحدت

جون مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار
جون محاسب کبھی مضروب بضرب و قسمت

کبھی حرفون سے تھا مطلوب مثال جفار
کبھی کچھ نقطہ سے مقصود تھا رمال صفت

خانۂ کیسہ سے خارج کبھی شکل داخل
شکل خارج تھی کبھی داخل بیت غربت

کبھی کرتا تھا قران مہ و زہرا پہ نظر
کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم
کبھی تجویز زکوۃ اور کبھی قصد دعوت

کبھی تھا علم قیافہ میں یہ اور تک سمجھے
ایک صورت سے بیان کرتا تھا میں سو سیرت

کبھی میں رہتا سرودی میں تھا ایسا مشغول
کہ تھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت

سیمیا سے کبھی تصویر کشی موہومات
کیمیا سے کبھی میں در کش گنج دولت

کبھی میں شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی تھا عامہ کبھی صوفی صافی طینت

کبھی میں فرض فرائض سے تھا عالی درجہ
کبھی میں رب نوافل سے تھا اعلی نیت

مائل موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی میں بارہ مقام اور کبھی چار روان ست

کبھی میں شاعر غرا و ادیب ان بلیغ
نظم میں نام مرا نثر میں میری شہرت

کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی میں قافیہ تنگ
طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت

کبھی پیش نظر انجیل و زبور و توریت
کبھی مصحف میں نظر میری سمجھ آیت

گو ریاضی مین ہو صنایع اگر ہندسہ مین ید
کیا ہوا جانا اگر مسئلہ سیر و ستار
کام تقویم نہ آئے نہ ترے اصطرلاب
علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزار نصیب
سود وانین ترے نسخے نہین ہون پر بے تقدیر
علم نیرنج سے گر ڈھونڈے تو تخیل نارنج
علم سے جو سبق آموز ملائک تھا وہ دیکھ
ہوا مسجود ملائک یہ ظلوم اور جہول
گو تصوف سے ہو تو صوفی سجادہ نشین
علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر
ہے مقالات مثال قصص مصنوعہ
لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب مین ہون
اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سر تا بقدم
یاد کرتا قد رعنا کو ہے اوسکے ندا بید
چشم وحشی کو اگر اپنے وہ دکھلاے تو ہو
دل شامت زدہ کے در پے تیر ہلاک
آتش حسن سے اک شعلۂ سرکش بینی

نقش باطل ہے تری شکل و شبیہ صنعت
پستے بخت سے جو تجھکو نہین ہے قدرت
طالع بد سے اگر نیک نہ آئی ساعت
پور سینا ہی تو کیا سینہ مین جون ہو حسرت
نہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت
بیقدر نہو حاصل ثمر خوش لذت
بخت بد سے ہوا مستوجب رجم و لعنت
یعنی انسان تو ہی بخت ضعیف الخلقت
بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرق عادت
شکہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمت
ہوے اکبار جو افسانۂ خواب ظلمت
کہ مجسم نظر آئے ہے نوید بہجت
تھا وہ خلقت کا تماشاے ظہور قدرت
وہم تکبیر جو کہتا ہے سہ اور قامت
چشم آہو سے بہرا نشۂ جام وحدت
زلف واژون تھی وہ رخسار پہ واژون بخت
موج بو وہ لطف اوسکے ہوی نکہت

فوج مژگان دم بلا ہووے صف آرا تو کرے — وست بیداد سے یکدست تہ و بالا غارت
چاہ بابل وہ ذقن اور دھواں زلف کا عکس — دل گرفتار عذاب اوسمین ہے ہاروت صفت
لعل شیرین کی حلاوت پہ جو دی جان عاشق — تو دم نزع بھی عناب کا چاہا ہے شربت
نہ دم شرم تبسم سے لب اوسکے ہو گر — نہ تغافل سے اون آنکھونکو نگہ کی عادت
کھولدے معنی معدوم کمر کی جنبش — واکرے عقدۂ موہوم لبون کی حرکت
شوخی و ناز کی تعریف ہے اوسکے مطلع — وہ پڑھون ہین کہ جسے سنکے ہو دلکو فرحت

مطلع ثالث

شوخی اوس حور جبین کی ہے عجب حیرت — ناز یون چشم مین نرگس مین ہو جیسے نکہت
لب پان خوردہ کی شوخی کہے آکر اک بات — گر لگا دے وہ مسیحا پہ بھی خون کی تہمت
نازک اندام وہ اور سنگدل ایسے بھی سوا — آیا جن سنگدلون کے لیے ہے ہم قسمت
سیلی سینہ پہ تھی جبکہ پس پشت کا عکس — نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت
چھینٹی رنگ کا وہ اپنے کیا کرے عالم — ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل مین چھینٹ
اللہ اللہ رے تری تمکنت اور آفت رے تمیز — واہ رے تیری تبختر تری بل بے نخوت
قہر انداز بلا ناز قیامت چلت ناز — سحر چشمک ستم ایما و کرشمہ آفت
جا بجا عالم مستی مین قدم کو لغزش — دم بدم نشۂ صہبا سے زبان کو لکنت
آکر اوس رشک مسیحا نے کہا بالین پر — لا تنم قم کہ یہ غافل نہین وقت غفلت
شور بختی سے نہ اتنا نمک افشان ہو کچھ — بادۂ میکدۂ غش کی کم کیفیت

کیا سبب ہے ترا کدورت سے نہیں کیون خالی / دل ترا شیشۂ ساعت کی طرح اک ساعت
بزمِ مستی مین تو ہنس بول رہیگا کب تک / صورتِ شمعِ سحر سوختہ روتی صورت
آتشِ دل سے ترے گوشۂ تنہائی مین / نکلے شعلہ جوالہ کنندۂ وحدت
وقت ضائع نکر اوٹھ بسترِ اندوہ سے تو / چل درِ میکدہ تک ہو حرکت مین برکت
فکرِ باطل سے نکر دل کو خنک تو اپنے / ہو تجھے مثلِ سحر یک دو نفس کی مہلت
دیکھ تو کیا افقِ مشرقِ انوار سے ہے / جلوہ افروز رخِ بانوے صبحِ عشرت
ادہمِ لیل سحر دوش سے ہے برگشتہ عیان / اشہبِ یوم سبک سیر ہے سوے ساحت
جانبِ مشرق ہے نورِ فلقِ بال کشا / جانبِ غرب ہے پرواز غرابِ ظلمت
چرخِ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم / شفقِ صبح پہ اک لال پری کی حالت
نکہتِ گل جو ہوا مین تو ہوا عطر فشان / تازگی گل کو چمن سے تو چمن کو نزہت
کھلے ہی جاتے ہین سب غنچہ ہے یہ جوشِ نشاط / لوٹے ہی جاتے ہین گل بل بے ہنسی کی شدت
آج یہ جوش پہ ہے رحمتِ باری کہ کہین / نہ رہی کلفتِ عصیان سے جہان مین ظلمت
طفلِ نو مشق کی تختی کی طرح سو سو بار / دھوئے مستون کے سیہ نامہ کو ابرِ رحمت
کہے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ پھانک / مانگے گر بادۂ نو زہدِ کہن کی قیمت
قل ہوا زہد کا قلیا ہوئی زاہد کی تمام / سنتے ہی قلقلِ مینائے شرابِ عشرت
اسقدر سازِ طرب ساز کی آواز بلند / چھیڑین گر تار کھرج کا تو ہو پیدا دھیوت
نغمہ بر لب کہین مطرب پسرِ زہرہ جبین / جام در دست کہین مغبچۂ مہ طلعت

لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی
اوٹھی ملتی ہوئی آنکھون کو کہین اپنے للت

چشم سرمست مین نازمین کاجل پھیلا
لب میگون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت

لے تک آیا نظر حسن سر و انجم چرخ
ہوگیا نور رخ شمع و چراغ خلوت

چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروش
ہوگئی خواب کو آوازۂ کوس رحلت

باغ عالم مین ہین مرغان اولی اجنحہ تک
شل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت

دی ہو مسجد مین موذن نے اذان بہر نماز
باوضو ہوکے نمازی نے ہی باندھی نیت

ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت

اوٹھے میخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو
کہ مدام اوست ہو اگر کیجیے ترک عادت

اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
ایک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت

سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط
روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت

آج وہ دن ہے کہ آغوش مین لیکر تجھکو
کہے طوبی لک ہر شاہد طوبی قامت

اب ہین بیدار ترے بخت مددگار نصیب
اب قوی ہین تری طالع تری یاور قسمت

فکر کر تہنیت عید کا اوس شاہ کی تو
وہ ہین جسکے ہی ہر صبح صباح دولت

وہ شہنشاہ بہادر شہ کسری انصاف
خسرو جم خدم و داور دارا حشمت

قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد
حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت

حکم شرعی سے کرے سلب جو سب جذبۂ شوق
مرد تجرید سے گر ترک ہو ستر عورت

کون اوسکا نہین وقعات صفات نیکو
کون اوسکا نہین سرگرم ثنا و مدحت

سُنتے ہی مین نے بھی وہ مطلعِ روشن لکھا	مطلعِ صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مطلعِ رابع

مصحفِ رُخ ترا اے سایۂ ربّ العزّت	کھولدے معنے اتممت علیکم نعمت
تیرا دروازۂ دولت ہے مقامِ اُمید	تیرا دیوان عدالت ہے محلِ عبرت
تیرا احسان بہارِ چمنِ صدر و نق	تیری نیت چمن آراے ہزار امنیت
ترے عشرتکدہ مین بار کسے غیر نشاط	تیرے خلوتکدہ مین دخل کسے جز طاعت
صفحۂ علم پہ ہیر جبیں سے توہم زانو	حجلۂ عیش مین ناہید سے تو ہم صحبت
ماہِ نو ایک فلک پر ترے نو پردون مین	نو فلک نوکرون مین تیرے قدیم الخدمت
البسۂ گوہرِ انجم ترا صرفِ انعام	طاقۂ اطلسِ گردون ترا وقفِ خلعت
نیتِ نیک تری آئینۂ حسنِ عمل	عملِ خیر ترا جلوۂ حسنِ نیت
ذہنِ عالی ہے ترا طائرِ شاخِ سدرہ	طبعِ رنگین تری گلچینِ ریاضِ جنت
ترا افضال جہانکے لیے برہانِ کرم	ترا اکرام زمانے کو دلیلِ رحمت
علمِ ظاہر سے ہی یکسان تجھے دور و نزدیک	نورِ باطن سے برابر ہے حضور و غیبت
ذہن صافی ہے ترا پردہ درِ معنیِ غیب	موشگافی ہے تری کوہ شگافِ دقت
عقل مین شمس ہے تو علم مین کانِ گوہر	فضل مین کعبہ ہے تو حلم مین کوہِ رحمت
تری تدبیر پدر اندرِ دخترِ ہوش و فرہنگ	تیری شمشیر پدر اندرِ جوہرِ فتح و نصرت
دوستِ صدق پہ لائی تری ایمان تصدیق	دستِ ہمت پہ کرے تیری سخاوت بیعت

تجھ سے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب / تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت

عزم کو ہے ترے ہر عزم میں عزم بالجزم / قصد کو تیرے ہے ہر قصد میں قصدِ سبقت

قوتِ روح ملائک جو ہیں قدس میں ہو / ذاتِ قدسی کا ترے عطرِ قبائے عفت

کیا عجب ہے جو تجھ سا ولیِ نعمت خلق / کیونکہ واجب نہ خلائق پہ ہو شکرِ نعمت

نطقِ شیریں سے ترے عام حلاوت ہو اگر / ثمرِ تلخ ہو حنظل کا سبوئے شربت

شوکتِ عقربِ جرار ہو کے مانند رہے / دلِ حاسد میں خلش گر ترا ارشاد شوکت

روشنِ شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ / پڑے سائے البرز پہ گر زرکی تیرے حضرت

سر کشت وار چھپاتا ہے فلک زیر سپہر / کہ غضب ہے تری شمشیر غضب کی ہیبت

آبِ طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر / کشتیِ نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت

وہ تری تیغ کی تابش ہے کہ جسکا سایہ / کرے آدم میں ہیولیٰ ہوا قارون صورت

تیرا بدخواہ رہے حشر سے پاتا محروم / دین نہ تعویذ اوسے تا بہ نشانِ تربت

آسمان اسپ ہے کیوں فلک گرد زمین / تیری توسن ہے ترکا وہ کی اوڑا جاتی ہے ترت

کیا ہے تجھ سے کہ اوصاف لکھوں میں کہ وہ ہے / ابر و رفتار و جبل ہیکل و گردوں قوت

اوسکی خو پہ ہے کہ لیلیٰ کے مثال / تو ہیں دندانِ صفا سا عزہ ایات کی صفت

کیا عجب کہ دیں سالزرہ ہیبت تیرے / نبض کی طرح رگ سنگ میں پیدا ہے عشرت

آسمان باران کرم ہے وہ ترا شہرت شہر / ہر سے لائے پہ تو افیون میں نمو ہیبت

عدل سے تیرے کو دیتا نہیں نقطہ کوئی / عدل ہے تیرے جو موقوف رستم ثبوت

عہد میں تیرے عجب کیا سر داغ دل شمع
شعلہ میں مرہم کافور کی ہو خاصیت

پنجۂ گربہ سے پہونچے جو موش و کنجشک
بہ حمایت ہے تری دایہ کا دست شفقت

دور انصاف میں گر تیری ہو کشتہ سیماب
تو بلاشبہ پڑے دینی ہوس کو عینیت

دیا اللہ نے وہ قلب مصفا تجھکو
اے شہنشاہ صفا تن و سراپا صفوت

[illegible]
عرض حاجت کی نہیں یاں ہے تجھے حاجت

عیب اک کو بھی تیرے ساتھ خلاق کا تجسیم
کہے عارف کہ یہ کثرت میں ہو ظاہر وحدت

لکھے گر خامہ ترا وصف نسیم اخلاق
تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشک تبت

ختم ہوں گر کبھی تیرے صفات نیکو
گر بیان سے کچھ ادا شعر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعائیہ پہ اب ختم سخن
کہ زبان کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت

یہ سال مبارک ہو تجھے عالم میں
باشکوہ و حشم و جاہ و بعمر و صحت

خیر خواہوں کے ترے چہرہ پہ ہو رنگ نشاط
اور بدخواہوں کے رخسار پہ اشک حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا آئی ہے آراستہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تک نغمہ سنج

خیر عیش آتی دے ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پاے نہ کیونکر پارنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال پہ ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے دو یا گہر
آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کی گنج

[illegible]
دست حاتم میں بجا ہے کہ جو دین تیغ ترنج

شش جہت ہے یہ جو قالب ترا سرپنجۂ امن
فتنے کو اوڑھنے میں جوں فرد کیا کیا ششپنج

نہ سمجھے آپ سے آتش نہ خس آتش سے جلے
ایک سے ایک موافق کہ مرنجان و مرنج

ترے منصوبہ کے تابع ہیں سب احکامِ نجوم
صفحۂ تقویم کا گویا ہے بساطِ شطرنج

لایا ہے معنیٔ رنگین سے یہ لعلِ خوش رنگ
ذوق جو مدح و ثنا میں ہے تری گوہر سنج

خسروا ہوتا ہے اس نگ سے معلوم نگیں
رنگ تو رونہ جو ہو ایکی برنگِ نارنج

بزم رنگین میں تری رنگ طرب ہو ہر روز
اور ترے خاطرِ اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قصیدۂ سوم

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیاں ہو خامے سے تحریر نغمہ جائے صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر

ہوا ہے باغ جہان میں شگفتگی کا جوش
کلید قفل دلِ تنگ و خاطرِ دلگیر

کرے ہے وا لبِ غنچہ در ہزار سخن
چمن میں موجِ تبسم کی کھولکر زنجیر

کچھ انبساط ہوا ہے چمن سے وہ نہیں
جو وا ہو غنچۂ منقارِ بلبلِ تصویر

قفس میں بیٹھے کبھی شوق نغمہ سنجی ہو
عجب نہیں کہ ہو مرغِ چمن بلند صفیر

اثر سے بادِ بہاری کے لہلہاتے ہیں
زمین پہ ہمسرِ سنبل ہے موجِ نقشِ حصیر

نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم فشان
تو سبزیں ہوا سے ہو وہ برنگِ شعیر

زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابرِ سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی فیل مست بے زنجیر

نہ خار دشت ہی نرمی مین خواب مخمل ہے
ہر ایک تار رگِ سنگ بھی ہے تار حریر

ہوا مین ہو یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
برستا او ٹھے ہی آتش سے مثل ابر مطیر

یہ آیا جوش مین باران رحمتِ باری
کہ سنگ سنگ مین سنگِ بدہ کی ہی تاثیر

ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک ساغر عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر ایک گھر گہر شب چراغ سے پُرتنویر

کرے ہی صبح شکر خندہ اس فرح کے ساتھ
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہون شکر و شیر

سنوارتی ہے جو شام اپنی زلف مشکین کو
سواد مشک ختن پر ہین لاکھ آہو گیر

نہال شمع سے ہر شب سپنے گل شبو
بہار عیش مین گلچین کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی مین پھول جھڑین
حیا سے رنگ گلِ آفتاب ہو تغییر

رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جون صبوحی کش
باین درازیِ ریش آفتاب ساغر گیر

عجب نہین ہے کہ آرائشِ زمانہ سے
حنائی پنجہ ہون تاک و چنار سید انجیر

چمن مین ہے یہ درختان سبز پر جوبن
کہ زہر کھاتے ہین سبزانِ خطہ کشمیر

نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھون مطلع
کہ آئے ہے نظر اک قدرتِ خدائے قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیم نکہت گل اطہر و لطیف و خبیر

شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین
کہ قرص عنبر اگر ہے زمین تو گرد و عبیر

حمل سے حوت تلک جابجا ہین تصویرین
بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر

جہات ستہ سے بزم جہان ہو وسعت خواہ
کہ ہے ہجوم نشاط و سرور سے جم غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر قائل
ہے صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہے عید سے سرسبز نگاہ عیش و طرب
کہ شمس بازغہ کی جا پڑے ہین بدر منیر

اگر پیالۂ صغریٰ تو ہے سبو کبرے
نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہین صغیر و کبیر

زمین میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز
کہ لالے سے ہے ہو دیوار قہقہہ تعمیر

دیا ہے ہیچ کو دھو تیرے غسل صحت نے
ضمیر خلق سے اے بادشاہ پاک ضمیر

عجب نہین یہ ہوا ہے کہ شکل نبض صحیح
کرے اگر حرکت موج چشمۂ تصویر

شہنشہا ترے مژدۂ شفاے کامل سے
جو لاعلاج مرض تھے وہ ہین علاج پذیر

کہ جو [illegible] ہوئے
تو صورت بشر ہو شمشاد خوش تقریر

اشارہ فہم ہوا ایسا دہ بیان ایسے
دہان برگ سے گو نکلے خواب کی تعبیر

جو میل کحل بصارت ہو کلک خط غبار
تو چشم دائرۂ عین بھی ہو چشم بصیر

یہ صح ہے کہ پہنچ نہ شہ شہر سے ہچکی
گئی جہان سے یہ بیماری فواق و زحیر

نہ برق کو ہے تپ لرزہ نہ ابر کو ہے زکام
نہ آب مین ہے رطوبت نہ خاک مین تبخیر

بدلگئی ہے حلاوت سے تلخی دارو
شراب تلخ بھی ہو میکشون کو شکر و شیر

قوی ہے قوت تاثیر سے دواے طبیب
غنی قبول کی دولت سے ہے دعاے فقیر

قطعہ

شکست دل کو ترے ہین شکستگی سے
کرے درست اگر مومیائی تدبیر

تو موے کاسۂ چینی کو چارہ ساز قضا — نکالے کاسۂ چینی سے مثل موے خمیر

کھجاے سر جو کبھی مفسدانِ سرکش کا — علاجِ خارشِ سر ہو بناخنِ شمشیر

بنا ہے نقش شفا خانۂ ہزار شفا — ہر ایک خانۂ تعویذ صاحبِ تکسیر

ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہے — ہر ایک نسخۂ شفا مین سے ہے نسخۂ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین — چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمانِ اسیر

تمھارا ہی دم سے ترے زندگانیِ عالم — یہ تیرا دم ہے وہ اعجازِ عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اسے رہنماے ملت و دین — جہان مین پیر ہو پہ ہو کراماتون سے پیر

تو وہ ہے حامیِ دنیا و دین زمانہ مین — کہ تجھسے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہانِ سلف نے سنو ایک جہان — کیے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زر فشان ہی پنجۂ مہر — نثار کرتا ہے ہر ذرہ ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدۂ شکر — نشان سجدہ ہے زیبِ جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہی جوان جہان کہن — کہے نہ کوئی دوشنبہ کو بھی جہان مین پیر

قطعہ

حیات بخش جہان تیرا فرخندہ صحت — جو بخشتے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزار ون سال سر ہر صدی مکال کرے ذات — ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مردم پیر

جہان کو یون تری صحت کی ساتھ ہے صحت — صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہے کہ فربہ ہون جس سے روز بروز — ہلال بست و نہم کی طرح بدن کے حقیر

پڑھون ثنا مین تری اب وہ مطلعِ روشن — کہ جسکا مطلعِ خورشید بھی نہووے نظیر

مطلعِ ثالث

شہنشہا ہی وہ تری روشنیِ راے منیر — عقول عشرہ کے انوار جسکے عشر عشیر
جو ہو نہ تابعِ امرِ قضا و ر و افی الامر — تو عقلِ کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر
جو ہین نکات و معانی بشر کی فہم سے دور — وہ تیرے ذہن مین موجود سب قلیل و کثیر
اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ مین تو یہ — نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر
حیا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ — تو ہی ضمیر کی جانب ترے صفا کی ضمیر
ترا تو سیئہ بھی یون ہے داخلِ حسنات — کہ جیسے صحبتِ اصحابِ کہف مین قطمیر
کرے ہے سلبِ تغیر کو ذاتِ حادث سے — زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر
مجال کیا کہ ترے عہد مین شرر کی طرح — اوٹھائین سر کو شرارت سے سرکشان شریر
ہوا مین آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ — تو چٹکیان دلِ آتش مین لے ہے آتشگیر
ترے نسق سے جو بالکل مٹی ہے خونریزی — لڑائیون مین کہین پھوٹتی نہین نکسیر
جو پہونچے بتکدہ مین تیرا شورِ دینداری — بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر
کیا ہے کفر کو اسلام نے ترے معدوم — کہ کوئی زلفِ بتان پر نکر سکے تکفیر
جہان مین چشمِ سیہ مست یار کا ہو یہ رنگ — جو میکشون کو ترا احتساب دے تعزیر
پڑے گلے مین رسن خطِ مے سے اوسکے — پھرے مدام وہ گردش مین انپے تشہیر
وہ برقِ قہرِ خدا تیری تیغِ آتش دم — کہ جسکی آنچ ترے دشمنون کو نارِ سعیر

تو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشم حسود — تو ہے تفنگ کا تیری دلِ عدو نخچیر

ترے نہیب سے ہون شکل فلسِ ماہی الگ — کرین نہ حلقۂ جوہر رفاقتِ شمشیر

جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جانِ عدو کی روانِ قضا کا سفیر

قطعہ

ترے ہی خامۂ ظفر انگار مین یہ نور — جو کھینچے ایک روش خطِ منحنی وہ لکیر

تو اوس سے ایسے ہون اشکال ہندسی پیدا — مٹائے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر

وہ روشنی ترے خط مین کہ ابن مقلہ اگر — قطعہ — لگائے آنکھون سے سرمے کی جا تری تحریر

تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف — جو ہووے لوحِ جبین پر نوشتۂ تقدیر

رقم مین گر ترے اوصاف کے قصور کرے — زبانِ خامۂ عطارد کی ناک مین سے تیر

خرامسند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام — قطعہ — نظر ہو دیدۂ مرقا کی بھی نہ اوسکا نظیر

کہ سیرگاہ دو عالم ہے راہ اک روزہ — اور اوسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر

ترے جو فیل کی تعریف شہروا لکھون — کرون حکایتِ شیرین و کوہکن تحریر

کہ فیل کوہ کچک تیشۂ فیلبان فرہاد — وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوی شیر

سے چلے نہ اشرقیِ آفتاب عالم مین — قطعہ — خطِ شعاع سے اوسپر جو یہ نہو تحریر

ابوظفر شہِ والا گہر بہادر شاہ — سراجِ دین نبی سایۂ خدائے قدیر

شہِ بلند نگہ شہریار والا جاہ — خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر

جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع — فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

بچشم مہر اگر تیر انیر اقبال
کرے نگاہ سر آب جو د آب غدیر — قطعہ

تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقت شکار
نگین دست سلیمان بدست ماہی گیر

نہ ہے ثنا کے لیے تیرے اختتام تمام
نہ ہے دعا کے لیے تیری انتہا و اخیر

مگر یہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا
غلام پیر کہن سال اک فقیر حقیر

کرے ہے دل سے دعا یہ سدا اقبال نہ
ثنا ہے جیسے کہ رحم خدا دعائے فقیر

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات
زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

فلک پہ چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر

عطا کرے تجھے عالم میں قادر قیوم
بجاہ دولت و اقبال عزت و توقیر

تن قوی و مزاج صحیح عمر طویل
سپاہ و وافر و ملک وسیع و گنج خطیر

قصیدۂ چہارم

ہیں فرسے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
اک گہر ڈھونڈے تو ہوں کتنے ہی پیدا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا
تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر

رزق تو در خور خواہش ہے پہونچا سبکو
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر

پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہیں گو پاک سرشت
غرق ہے آب میں پر تر نہیں اصلا گوہر

ہو دل صاف کو ذلت میں بھی گردوں سے غبار
گرد آلود بھی ہو اتنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
کہ یہ کھتا نہیں نزد دیدۂ بینا گوہر

غیر پرمایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبطِ ہوس
بہہ گیا ژالہ ہوا آگ کے نہ پگھلا گوہر

جوہرِ خوب کو درکار ہے آرایشِ خوب
خوب تو آب کی خوبی سے ہی ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتے ہیں ہمغز نہ پر مغز و قار
جز حباب آب سے سر کھینچے بتا لا گوہر

ربط ناجنس سے کرتے ہیں کوئی پاک نہاد
ہو نہ ہمصحبتِ تارِ رگِ خارا گوہر

دلخراش اور ہے لیاقت وہ دل ہے کچھ اور
کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالمِ بالا کی ہے شرط استعداد
قطرہ یکجا سے طباشیر ہے یکجا گوہر

صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کی ہے شرط نظر
کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست
مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت میں اگر قدر نہ خوش جوہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلشِ خار جنون سے ہے پروتا کیا کیا
ہر قدم پر قدمِ آبلہ فرسا گوہر

دلِ عاشق میں کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
اسی الماس سے جاتا ہے یہ بیدھا گوہر

ذوق موقوف کر انداز غزلخوانی کو
ڈھونڈھا اس بحر میں اب تو کوئی اچھا گوہر

غوطہ دریاے سخن میں ہے لگانا بہتر
آ گئے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اثرِ مدح سے اوس خسروِ دریا دل کے
کر سخن قابلِ گوشِ دلِ دانا گوہر

وہ بہادر شہِ غازی کہ برنگِ نیسان
روز برسائے ہی ابرِ کرم اوسکا گوہر

جشن سے اوسکے ہے اک فیض کا دریا جاری
بہتے پھرتے ہیں برنگِ کفِ دریا گوہر

زیور آرا ہوں اگر آج چمن میں گل و سرو
بیضہ قمری و بلبل ہوں عجب کیا گوہر

پہونچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت
اتنا بالیدہ بتجود ہو کہ ہو مینا گوہر

کہتا ہو قطرۂ نیسان بھی کہ اُس دم مین کاش
ہوتا مین دانۂ انگور نہوتا گوہر

جدولِ آب مین کثرت سے حبابونکے بھرے
مانگ مین شکلِ بُتِ خویشتن آرا گوہر

ٹوٹتا ہو کشمکشِ عیش سے جو صبح کا ہار
بکھرے شبنم سے ہین گلزار مین کیا کیا گوہر

گلِ شگفتہ مین یہ قطرۂ باران سے بہار
بھر دیئے درجِ یاقوت مین گویا گوہر

موج گوہر مین بھی ہے طرزِ تبسم پیدا
کوئی دم مین روشِ غنچہ ہنسیگا گوہر

رخِ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہے کہ بنجاے ہے مونگا گوہر

قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا
گوشِ خوبانِ سمن بر مین مصفا گوہر

مدح حاضر مین کرون مین کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامہ مرا مُنہ سے اوگلتا گوہر

مطلع ثانی

آج وہ دن ہے کہ اے خسروِ والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہے شہا تیرے مہیائی نثار
سیم سے زر تلک اور لعل سے لیتا گوہر

ہو ترے فیضِ قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیبِ صدفِ نقشِ کفِ پا گوہر

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اوٹھالایا چرخ
ٹوٹ کر جو ترے سہرن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق
صاف قندیل درِ مسجدِ اقصا گوہر

قلبِ خلق مین ہے سینہ ترا آئینہ
معدنِ علم مین ہے قلبِ مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
موتیا مین عوضِ غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ کہنے کے لیے ہے نہ کہ گہنے کے لیے
تیرے گہنے کا کہون کیا اوسے زیبا گوہر

زرفشانی سے تری اتنے گہر ہین ارزان
لکھتے ہین نسخۂ مفلس مین اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے تیرے اقبال کے دریا مین ترے
اے محیطِ کرم و جود کے یکتا گوہر

آپ گوہر کو ترے آب یہ اعجاز تھا
کفِ دریا کو بنائے یدِ بیضا گوہر

کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل
گر یہ سُن پاسے کہین سنگ نے توڑا گوہر

طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران
پوستِ بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آب دریاے کرم سے جو ہو تیری سیراب
ابر فُردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر

آج محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے
لگنِ شمع مین ہین آنسو وکی جا گوہر

دست فراش مین جاروب ہے ریشِ فرعون
فرش تیلیون مین اولجھے جو صدہا گوہر

ترے دورانِ حفاظت مین کہان رنج و گزند
حق مین بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر

افعیِ زلف کے کاٹے کو ہے جون مہرۂ مار
گوش خوبان مین نہین زلفِ سمن سا گوہر

سینۂ صافی کا ترے ایک ہے نقشہ دریا
دلِ روشن کا ترے ایک نمونہ گوہر

نقرئی خنگ ترا ایسا ہے رنگِ شفاف
روبرو جسکی صفائی کے ہو میلا گوہر

غرق دریاے جواہر مین ہے وہ کوہ گران
کہ ہے مہندی کی جگہ لعل پسینا گوہر

فیل تیرا ہی بلندی مین فلک سے افزون
جھول مین جسکی ہین انجم سے زیادہ گوہر

ٹپکے خرطوم مین جو آب ہو وہ قطرہ فشان — دیوے جون ابر بہاران ابھی برسا گوہر

سبب ہے ترے قطرۂ پیکان سے وہ بارش تیر — جگر چاک عدو مین صدف آسا گوہر

تیر انیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے — مہرۂ پشت سے دشمن کی ہے چنتا گوہر

شعلۂ برق غضب ہے ترے شاہا ترا آب — مثل مریخ ہر اک سرخ ستارا گوہر

مہرداروں مین ترے ایک ہی تا تحقیق — آبداروں مین ترے ایک ہے ادنا گوہر

گرچہ گردون کی طرح سے وہ بآواز مہیب — جوہری جسکو کہ بتلاے ہے گرجا گوہر

ہو ترا کلک کرم جبکہ شہا گوہر بار — جیم محتاج کے دامن مین ہو نقطا گوہر

نقطۂ قاف قلم سے جو ہو تیرے ہمسر — قاف تا قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر

سینہ صافی سے ترے ہو وہ صفا ایسی عام — دل کافر مین بھی ہو خال سویدا گوہر

ہو جو روشنگر عالم ترا نور دانش — موے چینی مین پرویا کرے اعما گوہر

خسروا مین جو کہون سب ترے اوصاف نکو — تو سدا منہ سے مرے پھول جھڑین یا گوہر

ذوق کرتا ہے دعا پیر اب ختم سخن — تاکہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر

تار سے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا — تا گرہ مین رکھے شب عقد ثریا گوہر

دانۂ انجم گردون سے پروئے جبتک — رشتۂ کاہکشان مین شب یلدا گوہر

جبتلک جوش بہار النی ہواے دم صبح — ٹانکے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر

ہر برس جشن ترا تجکو مبارک ہووے — برسین نیسان کرم سے ترے شاہا گوہر

دوستون کو ہو ترے گنج گہر ور نصیب — ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

قصیدہ پنجم

ہی وہ جانِ اردو می نافعِ اعضا وحواس
کہ دلِ مردہ ہو زندہ تنِ بےحس حساس

قطرۂ مے سے تنقی حواسِ خمسہ
یون ہو جسطرح کہ اک نقطہ سے ہون پانچ پچاس

ہووے اس روغنِ کبریت مثلِ زرِ سرخ
رنگِ رخسار جو کلفت سے ہو ہمرنگ نحاس

خشک مغزون کو جو ہو بوے گلاب اسکی بو
تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرطِ عطاس

قلبِ ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون
قالبِ انسان مین تھوڑے سے مبدل ہو ہراس

اوسکی دولت سے عجب کیا دل مفلس ہو غنی
کہ یہ ہو شربتِ دینار علاجِ افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دعوے سے کہے
آج جو پاس ہے میرے نہین جمشید کے پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالادستی
شب کہے مست کہ گر لوں گردون سے سپاس

سلسبیل آکے اگر خلد سے ہو آب سبیل
کہے مے نوش کہ بجھتی ہے کوئی اوس سے پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شراب و ساقی
اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو
پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاسِ انفاس

بیٹھ گوشے مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو
دیکھ رندانِ خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برقعِ مینا مین مگر جلوہ فروز
کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

ای خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرمِ نشاط
غم کو جا دل مین نہ دے جیکو نہ رکھ اپنے اوداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اوسمین ہو سرمایۂ عیش
وہ مثل ہے کہ کہان گھونسلے مین چیل کے ماس

دلِ پر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے واشد
کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے یہ قفلِ وسواس

مین یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھسے کہا
توبہ کر توبہ مکرر اتنی زیادہ بکواس

ایسی مردار بد افعال کا تو نام نہ لے
حامی شرع ہے وہ پادشہ پاک انفاس

فساد و بیدار رہا دور شہ غازی سے جسکے
خانۂ توبہ و تقوے کو کیا محکم اساس

دور مین اوسکے ہو گر مرتکب مے کوئی
کرے ہر قطرۂ مے کلیجے مین خراش الماس

مے اگر آب بقا بھی ہو تو ہو لوہ زہر آب
جسکے پینے سے ہو چلتے ہی مے خوار کو یاس

دھوکے اس عہد مین گر خم کو مے سے جراح
تو رہے نشتر ملک بہر خراش و درد آماس

کہتے اس آب شر انگیز کو ہین آج بشر
کہ یہ روغن ہے سر آتش فتنہ خناس

تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے مین مستی
توڑتا سنگ نگہ سے ہو وہ شیشے کا گلاس

احتساب اوسکا جو و سنگ پہ شیشہ کو پٹک
تو صدا ہو نہ بلند اوس سے بجز حمد و سپاس

مے حاضر مین پڑھوں اوسکی کوئی مطلع مین
کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

قلق تشبیہ مین ہو تیرا شہد کہ ہے درد کو راس
شان مین جسکی ہے فیہ شفاء للناس

ہند و دولت کی ہے پاس اوسکے شرح
عہد مین تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس

مو بیانی ہو حمایت تری حق مین اوسکے
سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گر آس

پاوے اکسیر کی او سیا پارس اگر ہاتھ آئے
بل بے ہمت ترے نزدیک ہے پتھر وہ گھاس

[illegible] تری بخشش سے
کبھی اک کاسۂ زرین ہوا اور اک سیمین طاس

کیا عجب [illegible] ابر کرم کے تیرے
بید مجنون مین ہو پیدا ثمر سیب و گلاس

تیری شمشیر کے آگے نہین رکتے ہرگز
مغربی تیغ سپر تو کی شہا رتبۂ داس

فیض تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انسان
احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نسناس

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف
تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس

یون ترا حاسد پُر عیب ہے عالم مین حقیر
اسپ بدفال کوئی جیسے میانِ نخاس

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہین عدل ترا
ڈھانکدے آنکھون کو اوسکی روشِ گاؤ خراس

رہے خورشید کے طالع کہ شعاعِ خورشید
دمِ تزئین ترے گھوڑے پہ لگو جاے قطاس

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اوڑ جاتا ہے
جسطرح عاشقِ دل باختہ کے ہوش و حواس

پہونچے اوس رخشِ فلک سیر زمین پیما کو
نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

تیرا ہاتھی ہے فلک کاہکشان سے ہے خرطوم
کان دونون مہ و خورشید ہین ذنب سر پہ راس

ذنب و راس وہ جیسے ہون سیہ بخت عدو
ماہ و خورشید کہ ہوا خواہ ہون روشن انفاس

رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اوسکے سفید
کہتا ہے دیکھکے یہ ظلمت و نور اپنا ہی لباس

طرف خندق سے لپیٹا ہے شبِ یلدا نے
صفحۂ صبح منور کو مثالِ قرطاس

ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح
تا ہون دریا مین گہر کان مین پیدا الماس

تو شہنشہ ہو ورا سے شاہ سکندر فر ہو
دے خدا عمرِ خضر تجھکو حیاتِ الیاس

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط
تو ہمیشہ ہے خوش اور ترا بدخواہ اداس

قصیدہ ششم

ایکدم خورشید لقا طفل جوان ارشق
تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق

وہ جبین ماہ مبین اوسپہ خطِ چین جبین | تھی وہ انگشت نبی جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار | باندھکر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی دبق

تیر انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گزار | چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق

غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارتگر | کہ نہ چھوڑین تنِ عشاق مین جان ایک رمق

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار | ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق

سرو قامت سے اگر اوسکے ہو طوبیٰ سرکش | راست ہان راست ہے یہ کل طویلٌ احمق

شکر آمیختہ بادام مقشر دندان | سیب فردوس زنخدان لبِ خندان فستق

کھلنا اسکے دہن تنگ کا ایسا مشکل | جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق

مصحفِ روے کتابی کو جو دیکھو اسکے | تو کہین صورتِ اخلاص نہ پاؤ مطلق

لوحِ رنگین سے نہ سیا ہو بیاضِ گردن | تا کہ ہو سرخیِ شنجرف نہ تون ناحق

دست و بازو و بر و دوش عجب صبح بہار | پنجہ وہ پنجۂ خورشید و حنا رنگ شفق

سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا | ناف اک عکس فقط اوسمین حباب اسے زورق

نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل | جسطرح شعر خیالی مین ہون معنی ادق

ہو گران اوسپہ نزاکت سے نباندھے ہرگز | گر ہو تارِ نظرِ دیدۂ عنقا ملحق

اوسکا زانو وہ صفا کہ اگر دیکھے اوسے | آئنہ آب خجالت مین سراسر مستغرق

کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی | شمع گر دیکھے اوسے شرم سے آجاے عرق

قدم جو گلبن تو وہ پانون سے حنائی ناخن | نیچے گلبن کے پڑے کر بکھری ہون گل کے ورق

آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز — مجھسے یہ کہنے لگا کیون ہے تو غمگین ناحق
فرحۂ عید سے ہے گلشن عالم مین بہار — تحفۂ عیش سے ہے بزم جہان مین رونق
دوش پر سرو لب جو کی ہے اک سبز قبا — بر مین لالہ کو بھی گلشن مین ہے گلگون یلمق
جوش سبزہ سے ہے وہ فرش سر صحن چمن — کوئی مخمل اوسے کہتا ہے کوئی استبرق
باغ عالم مین ہے یہ جوش بہار عشرت — ٹپکے ہے نخل سے مستی مین ہمیشہ راوق
تو بھی کر تہنیت عید کا اوسکے سامان — کہ وہ ہے خسرو دین حامی دین برحق
وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہون — اوسکے تیرون کو ہدف اوسکے عدو کے حدق
مدح اوسکی ہے مناسب تجھے بلکہ انسب — یعنے توصیف کے لائق ہے وہ بلکہ الیق
سنکے مین نے یہ کہا مدح مین اوسکی مطلع — جسپہ احسنت کہین تجھکو لبید و عمق

مطلع ثانی

تو وہ ہے نائب ختم رسل اے سایۂ حق — کہ ترے سایہ مین ہے گلشن دنیا کو رونق

مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا اے سایۂ حق — کیونکہ سایہ مین ترے ہو نہ جہان کو رونق
کسکا مقدور کہ سرتابی ترے حکم سے ہو — جو ترا امر ہے الحق وہ کہے مصدق
ذکر شہ سے کوئی خالی نہیں تیرا ہو وہ دور — گرتا میخانہ مین ہے شیشہ تو کہتی حق حق
گر کرے نشو نما سایۂ فیض ترا — گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب اور شفق
حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر آیا — ہوگئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

نطق شیرین سے ترے ہووے حلاوت گر عام — کام مین خلق کے پورا ہو بجا سے یورق

ناتوانون کو جو دے زور حمایت تیری — مار سے لات اوٹھا کے سر پیل دمان بیدق

کہتے ہین برق جہان جسکو وہ ہو اک ادنا — توپخانہ مین ترے توپ پہ زرین بیرق

گو تہی جیب کرے کاہکشان کی بہی کستد — وہ تری ہمت عالی کا ستہ عالی جو اسق

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت — پوٹلی اکسیر کی پیدا ہو بجا سے سرق

کرتا ادنی کو جو اعلی نہ ترا منصوبہ — پاتا شطرنج مین فرزین کا نہ رتبہ بیدق

کرتا اک جست مین ہو ماہی گردونکا شکار — طائر تیر ہوائی ترا مثل لقلق

قطعہ

او شہ والا گہر اے خسرو انصاف پسند — الله الله ری عدالت کا تری نظم و نسق

اتنا عالم مین عدو خون سے ہے پرہیز اسکو — خون فاسد کو بہی ہرگز نہ کرے نوش علق

پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری — ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق

مشتری بہی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے — آفتاب یک ترے گنجفے کا اک ہے ورق

ابسے گر جیب شمال ستم دیدہ — قطعہ — گر تری برق غضب جہاڑ دے او سپر شفق

تو شتابی سے بہی چل اوسکے زیادہ شتاب — آگ لگ جائے زمین وہ اوسکے ہووے معلق

سمت توسن مین وہ جلدی کہ اگر چہیڑے تو — یون وہ اوڑ جائے کہ جیسے سر آتش زیبق

شمس کو سوجھے تری راے سے یون شرق و غرب — قطعہ — تو ہو مغرب مین گرا سے پہ تو نور مطلق

جس طرح روشنی قلب سے اہل اشراق — عرصہ دور سے شاگرد کو دیتے ہین سبق

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح | تا کہ ہوں ارض و سما دونوں طبق زیر طبق
ہو دمی ہر سال مبارک تجھے عیدِ رمضان | اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدۂ ہفتم

ہے آج جو یوں خوشنما نورِ سحر رنگِ شفق | پرتو ہے کس خورشید کا نورِ سحر رنگِ شفق
ہے جوشِ نسرین و سمن ہے لالۂ گل کا چمن | گلشن میں گویا چھا گیا نورِ سحر رنگِ شفق
ہر سرو قد غنچہ دہن زیبِ چمن شانِ چمن | ہر سیم بر گلگوں قبا نورِ سحر رنگِ شفق
افشاں جبیں بر سر لیے مہتاب انجم جلوہ گر | اور گوری کے ہاتھوں میں حنا نورِ سحر رنگِ شفق
لب تبسم ہے کہ ہے جوشِ بہار و موجِ گل | دندان پان خوردہ ہیں یا نورِ سحر رنگِ شفق
ہر صبح سیر جوان اک طرفہ مشرق ہے کہ وان | روشن دلی رنگین ادا نورِ سحر رنگِ شفق
جامِ بلوریں میں ہے یوں عکسِ شرابِ لالہ گوں | ہو جیسے کیفیت فزا نورِ سحر رنگِ شفق
حسنِ گلِ مہتاب نے جوشِ گلِ سیراب نے | کیا باغ میں چمکا دیا نورِ سحر رنگِ شفق
دیکھے چمن میں برگِ گل آلودۂ شبنم جو گل | خجلت سے پانی ہو گیا نورِ سحر رنگِ شفق
ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی | کس رنگ سے ہوں ملا جدا نورِ سحر رنگِ شفق
ساقی ہے عشرت بھر ساغر کہ ہوا اس رنگ پہ | آب ہوا جائے فضا نورِ سحر رنگِ شفق
جشنِ بہادر شاہ ہے رونقِ علو جاہ سے | ہو اسلیے بہجت فزا نورِ سحر رنگِ شفق
وہ خسروِ روشن گہر جسکو خجل ہوں دیکھکر | ماہ و ثریا و سہا نورِ سحر رنگِ شفق
اک صاف مطلع میں لکھوں اے روشناسو رنگ دوں | ہو دیکھکر غرقِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

مطلع ثانی

روکش ہو تیرے رخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق
ذرہ ہی تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق

اسرارِ اقبالِ گردون نشان تیری جبین سے ہی عیان
نورِ یقین رنگِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

روشن بیانی سے تری رنگین کلامی سے تری
شرمندہ ہوتا ہی سدا نورِ سحر رنگِ شفق

دیکھون ایوان ترا وہ سائبان رنگین کھنچا
لین وام اسی سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق

فانوس شیشہ لعلگون روشن تری محفل مین یون
گویا کہ شیشہ مین بھرا نورِ سحر رنگِ شفق

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا
یون جمع جیسے یکجا نورِ سحر رنگِ شفق

تیری امان و حفظ سے ہو جا حق مین شمع کے
تارِ فتیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق

خورشید تجھسے فیض کو پہونچے تو مشرق مین نہ ہو
جز دُرّ و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق

جسپر کرے تو ہو و غضب ہو اوسکے حق مین کیا عجب
سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق

شمشیر کی تیری چمک خونِ عدو سے یک بیک
دکھلاے ہی روزِ وغا نورِ سحر رنگِ شفق

پیکانِ تیر الماس گون منہ سرخ سوفارون کو یون
گویا لگا کر پر اوڑا نورِ سحر رنگِ شفق

جلوہ ہی تیرے مہر کا شعلہ ہی تیرے قہر کا
ہی جسکو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگِ بادپا
غیرت سے جسکی اوڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

اب ذوق کی ہی یہ دعا جبتک رہی شاہنشہا
خورشید و ماہ عارضِ سما نورِ سحر رنگِ شفق

جبتک لیا ہی صبح کو صابون و شنجرف سے
زینت دہِ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

[illegible] تجھ اسطرح [illegible]
ہون تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

خانماں مین ہو تو باآبرو اور سرخرو
ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق

دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون ہو دلکی ہو شفق
دیکھے نہ وہ اسکے سوا نورِ سحر رنگِ شفق

قصیدۂ ہشتم

طرب افزا ہے وہ نوروز کا نارنجی رنگ
دیکھکر بھاگے جسے رنج ہزارون فرسنگ

مل بے بالیدگیِ عیش کہ برگِ گل پہ
قطرۂ شبنم کا ہے مینائے شرابِ گلرنگ

واہ کیا گلشنِ آفاق مین ہے جوشِ بہار
چہچہے کرنے لگے بلبلِ تصویرِ فرنگ

کلکِ نقاشیِ قدرت سے گلستان مین ہے آج
تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقشِ ارژنگ

خسروا تو نے کیا آج وہ جشنِ نوروز
دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ

ہے تری بزمِ طرب مین پئے رسمِ نوروز
صورتِ بیضۂ رنگین فلکِ مینا رنگ

مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہتِ خلق
نافِ آہوے ختن سے ہو کم از داغِ پلنگ

بلکہ ہو جوششِ بارانِ کرم سے تیرے
کیا عجب شاخ مین آہو کی گلِ رنگا رنگ

تیرے انصاف سے ہے بزمِ جہان مین شاہا
خمِ گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ

ہو اگر شعلہ فشان تیری اگر آتشِ قہر
تو سمندر رہے پانی مین بجائے خرچنگ

قطعہ

زیر ران تیری ہے وہ توسنِ چالاک کہ تو
چھیڑ دے یک ذرا اوسکو جو بوقتِ صفِ جنگ

یون کرے جست کہ جیسے سرِ میدان نبرد
منہ سے اوڑ جائے حریفون کے تری خوف سے رنگ

رکھتی ہے عرصت ہے تپِ لرزۂ ہیبت سے ترے
نبضِ محموم کی مانند جبل مین رگِ سنگ

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس ہی سینہ
اور جگہ چوب قفس کی ہی ترا تیر خدنگ

ہو وے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت
تا کہ دارو نہ پیالے میں بھرے تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز و عدوے سرکش
زشتی شنیر غضب سے ہی ہوں چاروں چو رنگ

کہہ نہیں سکتے بیاں میں ترے اوصاف تمام
ہوتا ہی قافیہ سنجوں کا یہاں قافیہ تنگ

کرنا اس رنگ سے ہی ختم سخن دیکے دعا
ذوق جو ہی ترا مداح محبت یکرنگ

گلشن دہر میں ہر سال مبارک تجھ کو
جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بدبیں کو دکھائیں لاکھوں
خسرو روز نئے رنگ فلک کے نیرنگ

قصیدہ نہم

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال
مرحبا مطرب یار و سعد قرین زہرہ خصال

بارک اللہ کہ دُر افشان ہی نواے ابر بہار
خیر مقدم کہ خراماں ہی نواے باد شمال

للہ الحمد لبالب ہی مے عیش سے جام
شکر للہ زر گل سے ہے چمن مالامال

جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جائیگا سبز
گل زمین چمن حسن میں تا دانۂ خال

نشتر تیشۂ فرہاد سے پیدا ہووے گل
بل بے جوش گل نو ورد و سر دامان جبال

جوش فوارہ ہے واں کثرت تار بارش
سر مجنوں سے تھے آلودہ جہاں گرد سے بال

کیا عجب رحمت باری سے کہ در وقت باران
ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ فشاں آب زلال

سبز باد سے مانند عصاے موسیٰ
شجر خشک بھی ہو جاے تر و تازہ نہال

ذوق مستی سے ہی طاؤس چمن میں رقاص
شوق آہنگ سے ہی سرو پہ قمری قوال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہی نمک آج کہ گل
بن گیا کثرت شبنم سے نمکدان کی مثال

ہتی ہی طاقت پرواز یہ کیفیت سے
اس ہوا مین ہی بطِ مئی کہ اُڑ دون بے پر و بال

ہی یہ وہ دور کہ ہر صوفیِ صافی مشرب
رقص مستانہ مین ہے وجد کنان شامل حال

بیدمون کو ہو جو سے چارہ گرِ عیسی دم
شمع مردہ کے رگِ تار سے کھولین قیفال

بلبلیان ناچتی ہین چشم کے گھر مین بے ساز
جنبش دستِ مژہ سے ہی اسی انداز سے تال

اللہ اللہ ری سیر سبزی گلزار جہان
آج پھر رنگ ہی رنگ و روشِ خضر و بلال

ہون قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خط غبار
صفحۂ دہر پہ کیا دخل کہ ہو گرد ملال

روز جشن آج ہی اُسکا کہ جسے کہتی ہی خلق
نائب ختم رسل ظلِ خدا ئے متعال

وہ بہادر شہِ غازی کہ اگر تیغ اُسکی
ابھی دکھلائے کچھ چرخ پہ کٹ جائے ہلال

وہ نکوخو وہ نکو رائے و خجستہ منظر
وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان
وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال

ہینِ خلق و نسیم کرم و ابر سخا
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال

آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

قیصرِ جم حشم و داد کسری انصاف
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

رخ حاضر مین پڑھون اُسکی وہ مطلع جس سے
ہمسری کی نہ رکھے مطلعِ خورشید مجال

مطلع ثانی

ہو تری اک نظرِ فیض سے ناقص کو کمال
مہر سے گر مہ کامل ہو وہ ہفتے مین ہلال

مہر جاہ ترا وہ جسے تا دورِ فلک
نہ کسوف و نہ غروب نہ ہبوط و نہ وبال

آگے بخشش کے تری خرمنِ زر یکدانہ
آگے ہمت کے تری کوہ طلا اک مثقال

ہووے جوں چادرِ مہتاب گلیمِ شبِ تار
تیغ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال

جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا
دستگیری نے لیا تیری جو گردوں کو سنبھال

گر ترے قہر کی گرمی تپِ محرق نہ جائے
لب دریا پہ حبابوں کی جگہ ہوں تبخال

قوتِ ماسکہ ممسک کے قوا سے کم ہو
فیض جاری ہو ترے بخل کو یانتک ہو زوال

حکمت آموز ترا علم جہاں ہو تو وہاں
نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطوں کو مجال

ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحثِ معقول
اک مقولہ ہیں فقط فعل کے عقلِ فعال

قطعہ

وہم ہے کیا باد صبا ہیں کہ وہ ہم سیر جہاں
تیز سے گلگوں سبک سیر کہ جا دیکھے دنبال

یوں ہی دو چار قدم خاک اوڑا کر رہ جائے
اور یہ پہنچ جائے کہیں ہے وہ کہیں مثل خیال

ہے وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری
ہے اوڑان اوسمیں ملک کی تو بشرہ پہ جمال

جلد آشنا کہ جہاں عرصۂ جولاں اوسکا
ہے مستقبل و ماضی کا وہاں ہے اک حال

نہ بہ تن اوسکے جو سمندی کا ہے ہرگز تصویر
پھرتا کاوے میں یوں وہ صورتِ فانوسِ خیال

اوس فلک سیر کو جولاں جو کرے تو تو پڑے
فرش سبز فلک ہو نہ مبادا پامال

قطعہ

تیر کو اوس کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ
سر پہ اندیشہ نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال

کہکشاں کو وہ فلک پر سے نہیں پہنچے
نہ شکر راہ میں مانگیں اگر اوس سے اطفال

جیسے ماتھے پہ بزرگون کے ہو سجدہ کا نشان / اوسکی مستک پہ شہا جلوہ نمایون ہی ڈھال

ہو جو اوس فیل کی خرطوم سر افیل کا صور / آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال

اوسکے دانت اوسکے لیے برچھی ہیں تیز نہان / ہی جت اعدا کو سر اوج شیاطین کی شال

قطعہ آبداری ہین تری تیغ کی ہے برق کی موج / کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال

تیری شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح / یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مردار حلال

طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل / سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکھا ہے جال

طاقت دم زدن اس دور مین ہو کسکو بھلا / دیکھکر نطق ترا ہے شہ فرخندہ خصال

ہر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پہ تو نفس / لب پہ آجاے ہے سینہ سے بہ استقبال

ہو قوی دست اگر در حمایت ہو تری / شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال

تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا / شعلۂ شمع کو صرصر سے نہو اضمحلال

ہے ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی / فیلسوفی ہے حکیمون کی خلا کہنا محال

قطعہ آتش و آب مین یہ ربط ترے عدل سے ہے / دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال

کاکل موج دخان کے لیے اوسکے دریا / لیے ترآب سے شانہ پر ماہی کا نکال

خبر جملۂ عشرت ہے ترا جشن سعید / مبتدا جسکا شہا غرۂ ماہ شوال

ہوتی ہے حیرت توصیف سے تیری شاہا / روش غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال

بس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہے / یہ جو ہے ذوق ثنا خوان ترا اور مدح سگال

جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو / رہے جبتک کہ زمانہ مین حساب مہ و سال

قصیدۂ دہم

لا تاثیر نگ سے نئے ہی رنگ نئے چرخ کحیل
واہ بگڑا ہی کچھ اس چرخ مین عجب ڈھنگ سے نیل

ڈر زمانہ سے وہ عیار رہی یہ ہوش ربا
لاکھ بیہوشیون سے جسکی بھری ہی زنبیل

ہی توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جسکے نہ خندق نہ فصیل

گم ہون ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
رنگ دیتا ہی چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نگذر حق سے نہین سانچ کو آنچ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے سیر شکم ہین مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین شہباز سے چیل

نہین بے قید علائق کسی عالم مین بزرگ
رسم تحریر مین بھی چھوٹے نہ زنجیر سے فیل

ہو تہ خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک
نہین ماتحت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہی یک ماہ
بعد ہی کثرت تکلیف کے یان عیش قلیل

کشت سبز فلک دون سے نہ رکھ چشم ثمر
خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہی یہ مزرعۂ نیل

قابل انسان کی صحبت سے ہوا انسان پاک
بنگیا پیش نبی صورت دحیہ جبریل

جتنا خورشید سے تپتی ہی بارش ہو سوا
ہو چھٹے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کچھ چھوڑے ہی اک ذرۂ جفاکش سے بزول
بار صمد کو وہ الم سے بعمل جسم ثقیل

لگ نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا
ہم ہین اجزا لے دخانی کی طرح ہون تحلیل

شمع کشتہ کے لیے ہے دم عیسی آتش
سوزش عشق سے زندہ ہون محبت کے قتیل

سچ ہے جو کہ ہے نالۂ دل درد اظہار
نالہ ہی دل کی زبان دل ہو موکل یہ وکیل

دل کے ہی ایک ورق مین وہ حقیقت ساری ... جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل

جی مین ہی اور پڑھون مین کوئی مطلع ایسا ... گوہر مخزن معنی سے ہو جسکو تاویل

مطلع ثانی

کنج حیرت مین کرون علم خموشی تحصیل ... یہ عجب مدرسہ ہی جس مین نہ ہی قال نہ قیل

درس توحید سے لون ایک شفا کا نسخہ ... بحث مین علت و معلول کی ہی عقل علیل

جلوہ افروزی یک بدر دجی ہی اسکو ... شمع فانوس سمجھ خواہ چراغ قندیل

فکر بیہودہ مین کس واسطے ہی تو پابند ... کچھ نکال اپنے لیے ذوق نکلنے کی سبیل

خواب غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری ... نہین مہتاب یہ ہے روشنی صبح رحیل

عرصہ عمر ہے وہ تار کھنچا اور ٹوٹا ... کچھ اگر وقت معین کی طرف سے ہو نہ ڈھیل

وہی منزل ہی جہان ٹھہرے حیات گزران ... کہ ہے راہ فنا کوئی نہ فرسخ ہی نہ میل

مشق اندوہ سے اک روز نہین تو بیکار ... تیرے ہفتے مین نہین کوئی بھی روز تعطیل

غم عصیان ہی تو ہی رحمت غفار وسیع ... فکر روزی ہی تو ہی رزق کا رزاق کفیل

ہی تمناے زر و مال تو سب جائیگا چھوٹ ... چھوڑ جانے کو تو کافی ہی فقط ذکر جمیل

پھر بہار چمن عمر مین دلگیر ہے کیون ... سیر کر سیر کہ ہی فرصت گلگشت قلیل

مژدہ عید سے ہی دیکھ تو کیا رنگ چمن ... گل کی رنگین ہی قبا غنچہ کی رنگین مندیل

ہوے آراستہ مین آج بدل کر پوشاک ... فصل سے باغ تلک باغ سے لے تا بہ فصیل

نظر آتا ہی برنگ لب ساغر جو ہلال ... ٹپکا پڑتا ہی لب مست سے شوق تقبیل

گاہ خم میں ہے گہ شیشہ میں کیا کیا پے سیر
روح کرتی ہے کسی مست کی قالب تبدیل

تہنیت خوان ہو تو آج اوس شہ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہے ایک قطرہ سے کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل

ماہ نو چشم زدن میں مہ کامل ہو جاے
نظر مہر میں ہے اوسکے وہ نور تکمیل

نو سعی ہے بہر شکل نتیجہ اوسکا
اللہ اللہ رے نہے شکل شہنشاہ تشکیل

مدح حاضر میں پڑھون مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جسکے ہو واجب تجلیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے تجھے یون ہے تفضیل
جیسے قرآن پہ توریت و زبور و انجیل

تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولاد تمر
جیسے موسیٰ شرف افزاے بنی اسرائیل

نور افزاے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئین آنکھون سے نظر معنی اللہ جمیل

روے نیکو پہ ہے مائل تری خوے نیکو
کہون کیونکر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل

ہے جو انسان کے قالب میں ترا نور ظہور
برج خاکی میں ہے خورشید فلک کی تحویل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیر حکمی قضا حکم کی تیرے ہے تعمیل

عہد میں تیرے ہے جو ہو راہ تعدی مسدود
کیجئے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل

تشنۂ ذوق حلاوت ہون نہ کیونکر میرا اب
تیری شیرین سخنی ہو اونمین شربت کی سبیل

تشنہ جہلون کے لئے تکلمت کر چشمہ ترا
قابض طبع روان ہے روش دانہ سبیل

جب ہوں مرغانِ ہوا تیرے نشانِ بندوق / نسرِ طائر کو بھی تو سمجھے اک اڑتی ہوئی چیل

مہرہ پشتِ عدو میں ترا تیرِ صف دوز / رشتۂ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائرِ روحِ عدو کے لیے بہرِ پرواز / تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زفیل

قطعہ

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شورِ محشر / دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑوں کی صہیل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پاؤں / کوچۂ صور سے گزرے جو دمِ اسرافیل

دوں ترے گھوڑے کو کیونکر میں پری سے نسبت / نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرمِ جولاں وہ کہاں ہو کہ رکھے ہے وسعت / نہ تو میدانِ تصور نہ فضائے تخئیل

عرصۂ حشر کہیں گر تجھے اے شاہسوار / اوس سبکسیر سے منظور ہو کارِ تعجیل

اوڑے یوں جیسے ہوا سُم بھی نہ پانی سے ہو تر / نہ یہ پروا اوسے ہو راہ میں تالاب کہ جھیل

قطعہ

کوہ البرز کو سائے میں دبا لے اپنے / ہے وہ اے شاہ فلک رتبہ تری رفعتِ فیل

حملہ آور ہو وہ جس دم تو پئے جانِ عدو / اوس کی خرطوم ہو دستِ کششِ عزرائیل

تو جو محرابِ عماری میں ہوا جلوہ نما / اوس کے دانتوں میں یہ خرطوم سے سوجھی تمثیل

خانۂ قوس میں خورشیدِ جہانتاب آیا / دن ہی کوتاہ ہوئے اور ہوئی رات طویل

عدل نے تیرے کیا روئے زمیں کو گلزار / آجتک عدل میں تیرا نہوا کوئی عدیل

نہیں یہ جوششِ گل و لالہ نکل آیا ہے / دادخواہی کے لیے خاک سے خونِ ہابیل

واسطے دیدۂ بدبیں کے ہے یہ عین صلاح / ہو تری نوکِ سناں سرمۂ کوری جو میل

تیر برساے عدو پر جو کماندارِ قضا
کم نہ فوارے سے ہو تیرون کے اوسکی قندیل

رہزنِ نطفۂ بدخواہ ہو اول سے قضا
آ سکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل

محکمہ مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم
دے اگر بھول کو بھی کوئی سرِ حرف کو جھیل

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ
ہو گران خاطرِ نازک پہ مبادا تطویل

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال
ہون قوی پایہ ترے دوست بصد قدرِ جلیل

جو ضلالت سے ہون گمراہ وا ہِ ظلِّ خدا
ذلِ اقدام سے ہون خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح مرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے
قصدِ صید افگنی کیا جس دم

خونِ نخچیر سے ہوا سارا
دامنِ دشت لالہ زارِ ارم

نہ بچا اوس شکار افگن سے
صید کوئی سواے صیدِ حرم

مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ
ہوے مسکن پذیرِ دشتِ عدم

ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ
ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم

سمجھے شیر آپکو ہزار غنیم
اوسکے پر سامنے ہے مثلِ غنم

شیر گردون بھی اوسکے لشکر مین
پاے ہرگز نہ قدرِ شیرِ علم

رہے مانند شیرِ قالین کے
اوج ہمت سے اسکے زیر قدم

ہاتھ مین جب تفنگ لی اوسنے
ہمسرِ اژدہاے آتشِ دم

کئی شیرِ ژیان شکار کیے
اوس غضنفر شکار نے پیہم

ہے بجا اگر دلاورانِ جہان — کھائین اوسکی دلاوری کی قسم
جبکہ اس جرأت و شجاعت کو — چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم
تا رہے یادگار عالم مین — وصفِ عالیِ صاحبِ عالم
لکھی اے ذوق مین نے یہ توصیف — مع تاریخِ ثانیِ رستم

قصیدۂ یازدہم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہان — کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان

قطعہ

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح کبھی کرے ایسا چھری کو بُران
گاو گردون نہ فقط خوف سے اوسدم کانپے — بلکہ ہو زیر زمین گاو زمین بھی لرزان
تو جو ہو حامیِ اسلام تو بتخانہ مین — بُت کرے قصد نماز اور ہو ناقوس اذان
نیرِ جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہرِ تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحابِ ہمت — لیکے پنجہ مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اور گہر بھی ہون وہ خوش آب جنھین دیکھ کے دور — طرفۃ العین مین ہو کاہ ثریا کو یرقان
نطق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین اوسکی — تر زبان موجۂ دریا ہو اگر ایک زبان — قطعہ
آب دریا مین ہو یہ جوش حلاوت پیدا — لب دریا بھی بہم ہو کے ہون دونون چسپان
اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا — ہو نہ گلشن مین بھی روئیدہ گلِ نافرمان
ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے — شاخ ہر گل چمن دہر مین ہو شاخ کمان

بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سرِ شاخِ خدنگ
روشِ غنچۂ گل ہووے شگفتہ پیکان

وہ ترا عدل و حمایت ہے کہ جسکے باعث
ناتوانوں کو بھی ہو دہر میں یہ تاب و توان

ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھیں
ایک تارِ نگہِ مور سے سو پیل دمان

دیگ مطبخ پہ ترے یہ فلکِ چتر انجم
کیا عجب صورتِ سرپوش ہو گر قطرہ نشان

پیل تیرا گلِ سوسن کا بڑا ایک انبار
گلِ مہتاب کے گلدستہ ہیں اوسکے دندان

اوسکی خرطوم کسی دلبرِ لیلیٰ وش کی
جعدِ مشکین ہے کہ ہے کاکلِ عنبر افشان

لکھوں شوخی جو ترے توسنِ چالاک کی مین
اشہبِ خامہ بھی ہو موجِ رمِ برقِ جہان

وقت کاوے کے دمِ معرکہ گر اک بار اوسکا
سرِ حاسد کو رکھے صورتِ گوئے چوگان

اے فلک جاہ ترے در کے ہیں وہ ذرۂ خاک
جنسے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان

طبعِ رنگین ہیں ترے وہ چمنِ لالہ و گل
روبرو جنکے ہے گلزارِ ارم خارستان

عیدِ اضحیٰ تجھے ہر سال مبارک ہووے
تجھپہ ہو سایۂ حق اور ترے سایے میں جہان

تیرے ہاتھوں سے کمان ہو جو سعادت اندوز
کیا تعجب ہے کہ ہو رشکِ ہما زاغِ کمان

قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پہ
چشمۂ مہر ہو مانندِ تنورِ طوفان

اس طرح عدل سے ہے تیرے بہم آتش و آب
جس طرح آئینہ مین عکسِ رخِ شعلہ رخان

تیرے احسان سے ہر انسان ہے غلامی مین تری
سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

دل مین ہے جوش مضامین تو نہایت لیکن
دل حوادث سے زمانے کے ہے بے تاب و توان

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پہ تیری
کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر ہے زبان

قصیدۂ دوازدہم

پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان
کھائے اگر ہزار برس چکر آسمان

ہے بادۂ نشاط وطرب سے لبالب آج
ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغر آسمان

دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان مین
گر ہو تمام چشم تماشاگر آسمان

اترا رہا ہے عطر سے عیش ونشاط کے
سچ ہے زمین پہ پانون رکھے کیونکر آسمان

افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر
مثل حباب جامہ سے ہو باہر آسمان

شادی کی اوسکی دھوم ہو آج آسمان تلک
تابع زمانہ جسکا ہے فرمان بر آسمان

فرزند شاہ یعنے جوان بخت ذی وقار
تسلیم کو ہے جسکے جھکاتا سر آسمان

ہے اوسکی بارگاہ مین مانند چوبدار
حاضر عصا سے کاہکشان لیکر آسمان

اس بیاہ کی خوشی سے ہو اسقدر سرور
ہے پیر پر جوانون سے ہے بہتر آسمان

پھرتا ہو اہتمام مین شادی کے رات دن
مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

فرد حساب صرف سے اس بیاہ کی ہو کم
گو لاکھ جمع وخرچ کا ہو دفتر آسمان

توڑون کی پخت مطبخ عالی مین اسقدر
ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اس روشنی کی چند دکھاتے تجھے پنچیان
تاران ہو آفتاب کے پہنچے پہ آسمان

ابر بہار دود چراغان سے تو بہ تو
ہون سات آسمان کی جگہ ستر آسمان

چشم قمر مین اوسکی ہو روشنی دوچند
کاجل لگا کے اوسکے دھوئین سے گر آسمان

کرڈالے پارہ پارہ فتیلون کے واسطے
مہتاب کو سمجھ کے کہین چادر آسمان

بدبین کی ہی نظر کے جلانے کو واسطے
انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جسوقت سہرا باندھ کے دولھا ہوا سوار
کیا کیا بلائین لیتا تھا جھک جھک کے آسمان

کرتا نثار ان پکا تو کو وہم پڑھ کے و سپارہ مہ
دولھا کے صبحدم رخ روشن پر آسمان

ایسا نہین جہان مین کوئی نخل آرزو
لایا ہو آج جسمین نہ برگ و بر آسمان

کرتا ہو شاخ خشک تمنا کو نخل سبز
در پردہ مثل پردۂ بازیگر آسمان

شادی کا اوسکے توریسہ کی ہے اہتمام
کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اوسکا نام
ہو حکم سے نہ اوسکے کبھی باہر آسمان

وہ آفتابی اوسکی تجل جس سے آفتاب
وہ چتر اوسکا جس سے نہو ہمسر آسمان

مطلع پڑھون حضور مین وہ مین جسے کہے
مطلع سے آفتاب کے کہی برتر آسمان

مطلع ثانی

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان
قربان کیون زمین کے ہو پھر پھر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پہ آسمان

دریائے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا
بہ جائے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قبائے علو جاہ
زیبندہ جسکے واسطے بالا بر آسمان

تیری گہرفشانی دست کرم سے ہے / گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان
چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر تیرا / ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسمان
یون دل مین تیرے جلوۂ ذات محیط حق / آجائے جیسے آئنہ کے اندر آسمان
شہرت مین تیرا رخش فلک سیر کیا شہاب / رفعت مین بھی ہو پیل جبل پیکر آسمان
شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لیے / بنوائے ماہ نو سے رکاب زر آسمان
پہونچا نہ اوسکے کاوے کے انداز کو کبھی / کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان
انجم مین کیا فقط ترے نعل سمند کے / ہے بلکہ تیرا گرد رہ لشکر آسمان

قطعہ

مانا اگر بلندی شان و شکوہ مین / ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان
پر اوسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے / چار آفتاب ایک جگہ کیونکہ آسمان
یہ ذوق کی دعا ہے کہ جبتک رہا نہ مین / منسوب ہر ستارے سے ہو دہر آسمان
بزم نشاط و عیش سے ہے تیرے گھر مین روز / لائے ہمیشہ تیری مرادین بر آسمان
مارے جگر مین حاسد بدخواہ کے ترے / تار خطوط مہر سے سو نشتر آسمان

قصیدۂ مسدس دعائیہ

سر برآرائے گردون جبتک سلطان خاور ہو / قمر دستور اعظم صدر اعلی سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو / زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو / الٰہی یہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے — رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے — سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے

ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو — سر پہ سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

بخار ارض سے تا ابر ہوا اور ابر میں پانی — روان پانی سے تا دریا ہوا اور دریا کو طغیانی
زمین میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی — پہنچے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی

تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو — ترے قبضہ میں بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو

رطوبت تا عود کو آتش میں اور آتش کو مجمر میں — گل تر تا ہو گلدان میں تری ہو تا گل تر میں
رہے نافہ میں مشک اذفر اور بوئے مشک اذفر میں — صدف میں تا ہو گوہر اور رہو تا آب گوہر میں

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو — شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

طریق رہبری میں خضر ہو جبتک ہدایت فن — سہارا ہوتے تا بحر غریق الیاس کا دامن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن — مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو — فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جبتک سحر کے روئے نیلو کو — کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہووے بازو کو — کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو

لب پانخوردہ دشمن کے لہو سے تیر اخنجر ہو — سر بدخواہ خندق تیری انگشت سنان پر ہو

گلستان میں ہو تا گل ور گل سے شاخ ہو دیبا — نیستان میں ہو تا نی اور نی سے نغمہ ہو پیدا
نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا — نشہ صہبا میں ہو اور رہو نشہ جبتک نشاط افزا

شراب عیش سے خالی کبھی نہ تیرا ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے

رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین
قلم زن تا ہو مشک افشاں و کاغذ خط سے مشک آگین

زبان پر تا سخن ہو اور سخن میں معنی رنگین
سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا مداح دائم خسرو ذوق سخنور ہو
ہمیشہ تہنیت خوان ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

اشعار متفرقات قصائد و قطعات وغیرہ مخمسات

مطلع

[illegible] کی تہنیت عید مدح خوان
آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان

ناتمام

[illegible] تیرے نکالے دانت گر سین ستم
کام لے زنبور کا خامہ سے دست معدلت

[illegible] پانوں پہ تیرے مہر آ کر سایہ وار
آفتابی سے جو تو کہدے کہ اسکو روک مت

[illegible] آج ہو وہ سلطنت آرائے طرب
کہ ملا باغ میں بلبل کو ہزاری منصب

ہو اگر [illegible] سیاہی تو ورق عذر اعذار
خط ترا شیریں ہی شاہا اور قلم شاخ نبات

[illegible] وہیں نور سے
دی جو تونے دولت آفاق و انفس کی زکات

[illegible] تو بہر فنکار
خستہ گردوں کو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات

ناتمام

پر نہیں پر ترا توسن وہ پری سان پران — سیر کو جسکی ہو اک ذات سے لیکر تا قاف

ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر — کھینچے شمشیر سیہ کفر پہ پھر مرگز کا ف

پاتا گرداب سے ہے گردۂ نانِ آبی — تیری بخشش سے جو دریا کا معبّر ہے کناف

دست ہمت سے ترے کھوئی روپے کی یہ قدر — چٹکیوں میں ہیں اُڑاتے اُسے کیا کیا صراف

فرد

دیتا ہے تیری فوج میں نقارہ جب فلک — آتا ہے صاف جیب کی صورت نظر ہلال

فرد

تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے — منظور تجھ کو جبکہ شکارِ پرندہ ہو

مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

نام کو اللہ اکبر کیا ترے توقیر ہے — داخل ہر بانگ ہے شامل ہر تکبیر کے

ناتمام

کروں اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ — تو نکلے میرے قلم سے صدائے بربط و چنگ

ترا وہ زور حمایت ہے پاؤں کو اپنے — کرے ہے شیر کی جھڑکی سے مالش آ کے پلنگ

شہا ترے رخ روشن کو کس سے دوں تشبیہ — کہ مہر و مہ کو بھی لازم ہے آئینہ کی سی ترنگ

مطلع

ہیں وہ نعلین خسروا تیرے سیر اورنگ گل — جن پہ کھاتا ہے چمن میں تختہ اورنگ گل

ناتمام

کرتے ہی مہر علی صاف دل کو پرانوار	طلوع شمس پہ موقوف ہی وجود نہار
علی سے کیونکہ نہ ہو زیر لشکر کفار	علی ہی شکل علی اور علی ہی حرف جار

مخمس در مدح

خسروا چڑھکے سپہر گنبد دوار ہلال	خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہے ہر بار ہلال	گرز بردار ہے خورشید کماندار ہلال

آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہے بالاتر	تیری بخشش سے ہی نیسان عرق شرم میں تر
آئین تیرے در دولت پہ گدا بانہ اگر	اپنے کاسہ میں بھرے چرخ وہیں لعل و گہر

اور کشتی میں بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ	عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت وجاہ
تیری دولت سے ہوں خورسند ترے دولتخواہ	اور جو حاسد ہیں ترے واسطے انکے ہر ماہ

چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

قصیدۂ ناتمام در منقبت

لکھوں جو میں کوئی مضمون ظلم چرخ برین	تو کربلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین
یہ حال ہو مرا ضعف دماغ سے کہ مجھے	صدائے صور قیامت ہو ہر مگس کی طنین
زمانہ عربدہ پرداز و بخت بد ناساز	ستارہ بر سر پرخاش و چرخ بر سر کین

عجب نہین ہے کہ راہب خط چلیپا سے — بنائے تیرے طویلے کے واسطے خرزین

ناتمام

پیری مین گو ضرور ہے جام شراب ناب — پائے فروغ صبح نہ بے نور آفتاب

تائب نہ ہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید — کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیر ماہتاب

ہے بیر دل خنک کی ہوا پر بقاے عمر — یہ برف وہ نہین جسے رکھین نمد سی داب

جو دم مرے سے گزرے غنیمت سمجھ اُسے — گردش ہی آسمان کو زمانے کو انقلاب

دے گر چمن کو گریۂ مستانہ میرا آب — بیضون سے بلبلون کے ہو پیدا بط شراب

جاگ اُٹھین وہ جو خواب عدم مین ہین ہوشمند — مستی مین گر بلند ہو میری صفیر خواب

مدح

کرتا ہی روز و شب کو برابر شہنشہا — میزان عدل ہے تری میزان مین آفتاب

خورشید کھینچتا ہے جو برج اسد پہ تیغ — چاہے ہی شیر جنگ وہ تجھ سے مگر خطاب

ناتمام

ساون مین دیا جو مہ شوال دکھائی — برسات مین عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہی ہلال ابروے پرچشم سے اشارہ — ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی

کوندے ہی جو بجلی تو یہ سوجھے ہی گھٹا مین — ساقی نے ہی آتش پہ سے تیز اٹھائی

پہونچا کماں لشکر باران سے ہی یہ زور — ہر نالے کی ہی دشت مین دریا پہ چڑھائی

کیا ساغر زرین کو کیا جلد مہیا — ساقی نے تو سرسون ہی ہتھیلی پہ جمائی

کرتی ہے صبا اسکے کبھی غالیہ بیزی
کرتی ہے نسیم آسکے کبھی لخلخہ سائی

رخسارِ گلِ چین کا ہے سرخی سے یہ عالم
جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی

سرخیِ حنا پہونچی ہی عاشق کے جگر تک
معشوق کا گر ہاتھ مین ہی دست حنائی

مطلع در مدح

یون کرسیِ زر پہ ہی تری جلوہ نمائی
جس طرح سے مصحف ہو سر رحل طلائی

مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل
پروانے کو پھر شمع نے انگلی نہ لگائی

سہرا

ای جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
آج ہی یمن و سعادت کا ترے سر سہرا

آج وہ دن ہی کہ لائے دُرِ انجم سے فلک
کشتیِ زر مین مہِ نو کی لگا کر سہرا

تابشِ حُسن سے مانند شعاعِ خورشید
رُخِ پُر نور پہ ہے تیرے منور سہرا

وہ کہے صلِّ علیٰ یہ کہے سبحان اللہ
دیکھین مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا

تا بنے اور بنی مین رہے اخلاص بہم
گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا

دھوم ہے گلشنِ آفاق مین اس سہرے کی
گائین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا

روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا

ایک کو ایک پہ تزئین ہی دم آرائش
سر پہ دستار ہی دستار کے اوپر سہرا

اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا
تیرا بنوایا ہے لے لے کے جو گوہر سہرا

[illegible] خوشبو سے ہوا اترائی ہوئی بادِ بہا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا

سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدّھی
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پر سہرا

رونمائی مین تجھے دے مہ و خورشید فلک
کھولدے منھ کو جو تو منھ سے اٹھا کر سہرا

کثرت تار نظر سے ہی تماشائیون کی
دم نظارہ ترے روے نکو پر سہرا

دُرِ خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اسکو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز
فرخ ہو سدا جہان مین جشن نوروز
ہووے شرف اندوز ترے طالع سے
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہان مین نوروز
اور تجھ سے جہان روز مسرت اندوز
ہی تجھ کو زمانہ مین شرف دوازدہ ماہ
اور ہی مہر جہانتاب کو یکماہ یک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگ نوروز
تو ہو صف اعدا پہ مظفر فیروز
ہو دشمن سرکش کے لیے سہم الموت
اے شاہ عدو کش ترا تیر دلدوز

قطعہ

دعا ہی ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی
مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی
یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ
بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی